یہ رسالہ ہر ماہ کی ۵ تاریخ قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قیمت سالانہ ۲؍ پیشگی

حضرت خلیفۃ المسیح

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۱۱	بابت ماہ نومبر ۱۹۲۰ء مطابق ماہ صفر ۱۳۳۹ھ	جلد ۱۵

قیمت سالانہ عوام سے ۲؍	فہرست مضامین	غیر ممالک سے ۳؍ طلبہ سے ۱؍

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور چودھری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

بقایا داران تشحیذ

تشحیذ خدا کے فضل و کرم سے اپنا فرض ادا کر رہا ہے بلاناغہ ٹھیک وقت پر پہنچایا جاتا ہے مضامین ایسے چھاپے جاتے ہیں جو پڑھنے والوں کے لیے مناظرات میں کام آئیں انکی علمی استعداد بڑھائیں گو بطرز عوام الناس کے لیے دلآویز و دلکش نہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ تشحیذ کے خریداروں میں بہت کم اضافہ ہوتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ دینی معلومات بڑھائے اور اس میں ٹھوس لٹریچر ہو صرف وقتی جذبات کو ابھارنے والا یا بیکاری کا مشغلہ نہ ہو۔ میرے ایک معزز کرم فرما نے ارشاد کیا کہ خط باریک اور گنجان ہے یہ بھی مجبوری ہے مضامین اسقدر ہیں کہ اگر لکھوائی کا یہ طرز نہ ہو تو ایک مضمون بھی بمشکل آئے میں تو چاہتا ہوں کہ تشحیذ پندرہ روزہ کر دیا جائے۔ مگر جب ماہواری تشحیذ بلحاظ آمد و خرچ نقصان میں ہے تو پندرہ روزہ کیونکر چل سکتا ہے تشحیذ کے لیے ایک ہی شخص ہے جو ایڈیٹر بھی ہے منیجر بھی ہے محرر بھی ہے باوجود اس جز رسی کے اسکی آمد اتنی نہیں کہ چھپوائی کا خرچ ادا ہو سکے چنانچہ اس سال بھی تشحیذ نقصان میں رہا ہے پہلا قرضہ ابھی تک بدستور چلا آتا ہے۔ ہمارے دوست توجہ نہیں فرماتے خدا جانے کب وہ دن آئے گا کہ تشحیذ کم از کم سلف سپورٹ ہو سکے گا میں تو لکھتے لکھتے تھک گیا۔

نظم

حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی

مجھ پر بھی ہو ایجاناں الطاف کریمانہ — شیدا ہوں دل و جاں سے گر تم میں ہو دیوانہ
احسان ترا ہو گا۔ ارمان مرا پورا — بعنایت کبھی سن لے اک عرض غریبانہ
اک جام پلا ساقی تو بادۂ عرفاں کا — ہم دور سے آئے ہیں سنکر ترا میخانہ
ای خالق دو عالم ہے کون سوا تیرے — کسکو میں کہوں اپنا سمجھوں کسے بیگانہ
ہو شکر ادا کیونکر بیحد ہیں ترے احساں — ہر سجدہ پہ واجب ہے اک سجدۂ شکرانہ
ہو ایک نظر مجھپر رحمت کی مرے ساقی — آیا ہوں تری در پہ بھر دی مرا پیمانہ
اللہ کی رحمت کا سایہ ہو مرے اوپر — عاصی ہوں مگر حافظ جنت میں ہو کاشانہ
اب چھوڑ دی سستی کو بیکار مباش اے خر — کچھ کام دکھا کے اے ہمت مردانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء

قرآن کریم بمقابلہ وید و بائبل

ذیل میں منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان کا ایک مضمون رفاہ عام کیلیے درج کیا جاتا ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک محقق مذاہب کے لیے وید کیوں قابل اتباع نہیں اور قرآن کریم کیوں واجب الاتباع ہے فاضل مضمون نگار نے نہ صرف ہر ایک الہامی کتاب کے لیے وجوہات قلم بند کی ہیں بلکہ بعض علماء و محققین مذاہب کی آراء بھی درج کی ہیں جنکو ٹھنڈے دل سے پڑھنا چاہئیے اگر کوئی سخت لفظ اس بارہ میں ہو تو ہمیں اُسکی نقل میں معذور سمجھا جاوے کیونکہ تقابل کیلیے ضروری تھا کہ کسی فاضل کی رائے کو اُسی کے لفظوں میں پہنچایا جاوے - باقی رہی تردید سو اسکے لیے ہر ایک صاحب کو اختیار حاصل ہے میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مضمون کو اُسکی اصلی سپرٹ میں پڑھا جائے کہ مذاہب کا مطالعہ کرنے والا نہایت نیک نیتی سے اپنے اہل وطن کے افادہ کے لیے ان کے سامنے تینوں الہامی کتابوں اور انکے متعلق شہادات کو پیش کرتا ہے اب آپکا اختیار ہے کہ جس الہامی کتاب کی پیروی چاہیں کریں - دین کے معاملہ میں کسی پر جبر و اکراہ نہیں - (ایڈیٹر)

وید قابل اتباع نہیں

کیوں؟

(۱) اسوجہ سے کہ اسمیں کوئی ایسی صریح شرتی موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ اسکے چاروں حصے (رگ بید یجر بید سام بید اتھروید) خدا کی طرف سے نازل شدہ ہیں ؎

(۲) اسلیے بھی کہ یہ خود اپنے ملہمین (اگر کوئی ہیں) کا نام بتلانے سے قطعی قاصر اور ساکت ہے

۳ اس سبب سے بھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کیا ہے +

۴ بدیں وجہ بھی کہ اس نے خدا کے سوا روح اور مادہ کو واجب الوجود اور ساتھ انکے جتنی طاقتیں اور قدرتیں ہیں اُن سبکو اُنکا ذاتی گُن بتلایا ہے نہ کہ خدائی عطیہ +

۵ بایں سبب بھی کہ اسنے صفت وحی و الہام اور الٰہی مکالمہ و مخاطبہ کا باب قطعی اور ہمیشہ کے لیے مسدود قرار دیا ہے ؎

۶ اس کارن بھی کہ اسنے قطعاً ایسے دلائل پیش نہیں کیئے جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود کا صحیح طور سے پتہ لگ سکے ؎

۷ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو طرفدار اور پکش پاتی بتلایا ہے کیونکہ وہ جب بھی دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لیے الہام نازل کرتا ہے تو خاص بھارت ورش (ہندوستان) کی چاردیواری کے اندر ہی اندر - یہ نہیں کہ اس نعمت اور انعام سے دیگر ممالک بھی مستفیض اور بہرہ افروز ہوں ؎

۸ ایک سبب یہ بھی ہے کہ اسنے پرمیشور کی ذات جامع کمالات پر ایک ایسا بدنما داغ اور دھبہ لگایا ہے جو حقیقتاً کلنک کا ٹیکہ ہے یعنی پرمیشور ابدی اور جاودانی مکتی و نجات دینے پر قادر و مقتدر ہی نہیں

۹ یہ باعث بھی ہے کہ اسنے جتنے بھی اصول و عقائد اپنے پیرووں کو سکھلائے ہیں اُنکی اثبات میں دلائل بھولے سے بھی پیش نہیں کیے جو اُسکے ناقص اور نامکمل ہونے پر صریح دال ہے ؎

۱۰ اس نے تناسخ یعنی آواگون کا ایسا گورکھ دھندا پیش کیا ہے جس سے کوئی بھی جاندار

ابد تک مخلصی و رہائی نہیں پا سکتا اور اگر کوئی نجات پا بھی جائے تو تھوڑے عرصہ کے بعد جبراً اُسے (تناسخی) چرخہ کی تار بننا پڑتا ہے۔

۱۱ بدیں سبب بھی کہ اسنے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی صفات منسوب کی ہیں جو اسکی شان کے سراسر منافی اور بعید ہیں مثلاً۔ وہ محدود ہے۔ اُسکے بیوی ہے۔ وہ بعلم۔ سکھ دکھ کا برداشت کرنیوالا۔ خوفزدہ۔ ہمیشہ بڑھنے والا یعنی ناقص۔ وغیرہ وغیرہ

۱۲ اسلیے بھی کہ اسکی تعلیم عالمگیر نہیں کیونکہ یہ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم پیش کرتا ہے جس پر عمل پیرا ہونا تو درکنار اسکا نام بھی ایک غیور اور باحمیت انسان سننا گوارا نہیں کر سکتا۔

۱۳ اسلیے بھی کہ یورپ کے فاضل محققین نے اپنی قیمتی اوقات کا کثیر حصہ صرف کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وید چرواہوں کے گیت اور بچوں کی بلبلاہٹ سے زیادہ وقیع نہیں ہیں اور اسکی علاوہ خود ہندو قوم کے اعلیٰ سے اعلیٰ رشیوں بزرگوں اور اس زمانہ کے سربرآوردہ اصحاب نے ویدوں کا بذات خود مطالعہ کرکے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے جو اس مضمون کا عنوان نظر آ رہا ہے مگر افسوس ہم اسجگہ اتنی گنجایش نہیں پاتے کہ بھارت ورش کے قابل اور ہونہار سپوتوں (مثلاً راجہ رام موہن رائے۔ کیشب چندر۔ سر رابیندر ناتھ ٹیگور اور مسٹر گوکھلے وغیرہا) کی تمام آراء ہدیہ ناظرین کریں اسلیے ذیل میں بطور نمونہ مشتے از خروارے ہندوستان کے چند مصلحان قوم۔ مذہبی پیشواؤں اور چوٹی کے لیڈروں کی شہادتیں ہی نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ویدوں کے متعلق زبردست آراء

پہلی شہادت

ویدوں کے متعلق سب سے پہلے ہم ایک ایسے گواہ کی گواہی پیش کرتے ہیں جو آریہ سماج بلکہ تمام ہندو قوم کے نزدیک ایک زبردست رشی اور مرتاض یوگی کی حیثیت رکھتا ہے اور مقدس رشی کا اُن معدودے چند رشیوں کی جماعت میں شمار ہوتا ہے جنکے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ واصل بحق ربانی اور مورد عقل رحمانی تھے۔

"علم دو طرح کے ہیں۔ اپرا یعنی سفلی اور **پرا** یعنی علوی۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید۔ شکھشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔ چھند۔ جیوتش یہ تمام اپراودیا یعنی سفلی علوم کی کتابیں ہیں اور برہم (خدا) کے جاننے کیلیے پراودیا (علوی علوم) یا برہم ودیا کی ضرورت ہے۔" (منڈک اپنشد)

مقدس و قدیم منڈک رشی اسبات کا کھلے اور بیّن الفاظ میں اقرار کر رہی ہیں کہ (رگوید وغیرہ) یہ تمام عقلی علوم کی کتابیں ہیں یا بالفاظ دیگر یہ برہم ودیا (الٰہی علوم حق و معرفت) کے بارہ میں قطعاً ناواقف اور بے خبر محض ہیں یہ تو ہوئی منڈک رشی کی گواہی اب ایک اور شہادت بھی ملاحظہ ہو +

دوسری شہادت دوسری گواہی کے لیے ہم بھگوان شاکیہ مُنی گوتم المعروف مہاتما بدھ جیسی جلیل القدر انسان کا ایک قول پیش کرتے ہیں۔ "ویدوں کا پاٹھ (تلاوت) پروہتوں کو دان دینا یا دیوتاؤں کیلئے یگیہ کرنا پنج اگنی تپنا۔ پانی میں کھڑا رہنا اور اسی قسم کے اور پرائشچت (کفارہ) کے کام جو زندگی (ابدی زندگی) کے لیے کیے جاتے ہیں پاک نہیں بنا سکتے"۔ (بدھ کا بنارس میں پہلا وعظ)

تیسری شہادة ہندوستان کا ایک مشہور و معروف ہندو فلاسفر برہسپتی نامی چارواک مذہب کا بانی ویدوں کے متعلق اپنی رائے بایں الفاظ دیتا ہے۔ ا۔ "اگنی ہوتر۔ تین وید۔ تر ونڈ۔ اور راکھ کو لگانے کو عقل اور ہمت سے بے بہرہ لوگوں نے اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے" ب وید کے بنانیوالے بھانڈ دھورت (مکار) اور نشاچر یعنی راکھشس تینوں طرح کے آدمی ہیں۔ جرپھری ترپھری وغیرہ پنڈتوں کے مکر کی باتیں ہیں۔ (مقتبس از ستیارتھ پرکاش صہ ۴۴۹)

چوتھی شہادت "وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی + سنت کی مہما وید نہ جانی"، ستیارتھ وید پڑھے ہرنام نا بوجھے + مایا کارن پڑھ پڑھ لوجھے + (گرنتھ صاحب مارو محلہ) یہ ہے اُس بزرگ انسان کی شہادت جس کے متعلق بہت سے آریہ سماجی اور خصوصاً گذشتہ اخبار مسیحائی آریہ مسافر لیکھرام نے کہا کہ باوا نانک ہندو قوم کے مصلح اور ویدوں کو ایشوری گیان ماننے والے تھے

پانچویں شہادت بقول لیکھرام "ویدوں کے پیرو" کی مندرجہ بالا شہادت کے بعد اُس مشہور و معروف شخص کی ویدوں کے متعلق گواہی پیش کرتے ہیں جسکے کلام کو ہندوؤں کا کثیر گروہ ایشور بانی تک کہنے کو تیار ہے۔ یعنی باوا کبیر صاحب "وید کتیب افترا بھائی + دل کا فکر نہ جائی (کبیر صاحب)

ان بزرگواروں کے اندر بھی اس مضمون کے بہت سے اقوال موجود ہیں مگر بخوف طوالت اس جگہ نظر انداز کیے گئے ہیں آیندہ کبھی بشرط فرصت تمام ہی پیش کر دینگے +

ان بزرگواروں کی زبردست شہادتوں کے بعد اس زمانہ کے مشہور و معروف انڈین لیڈر اور ہندو قوم کے فخر مسٹر تلک انجہانی کی شہادت پیش کی جاتی ہے +

چھٹی شہادت بروایت شریمان پنڈت ساگرچند صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ "جب میں پچھلی نومبر ہندوستان واپس آیا تو مسٹر تلک سے جو کہ اس جہاز میں ہندوستان آرہے تھے میں نے دریافت کیا کہ آپ کا ویدوں کی بابت کیا خیال ہے۔ اُنھوں نے (مسٹر تلک) فرمایا کہ ویدوں کے پڑھنے سے ہمیں قدیم ہندوؤں کے بہت سے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ ویدوں میں وہ بھجن اور گیت ہیں جو کہ نہایت قدیم زمانہ میں ہندو شاعروں نے لکھے میں نے کہا تو کیا آپ ویدوں کو الہامی کتب نہیں مانتے اُنھوں نے فرمایا کہ **نہیں**۔ میں نے کہا آریہ لوگ کہتے ہیں کہ ویدوں میں لکھا ہے کہ آجکل جو کچھ مادی ترقی یورپین لوگوں نے کی ہے اس سے کہیں بڑھ کر مادی ترقی قدیم ہندو کر چکے ہیں۔ یہ سُنکر مسٹر تلک کھِل کھلا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ جب میں نے ایک کتاب میں لکھا کہ وید نہایت پُرانی کتابیں ہیں تو آریہ مجھسے بہت خوش ہوے لیکن جب میں کہتا ہوں کہ وید الہامی نہیں اور اس ترقی کے زمانہ میں ویدوں سے سوائے تفریح طبع کے اور کوئی فائدہ نہیں تو وہی آریہ مجھسے چڑ جاتے ہیں الخ"

(الفضل قادیان جلد صفحہ ۹۷)

ساتویں شہادت انڈین نیشنل کانگرس کے بانی مبانی شری سوامی ایلن ہیوم کی بھی رائے ملاحظہ ہو۔ جو انھوں نے ویدوں کے متعلق مارچ ۱۸۹۳ء کے اخبار تھیوسوفیسٹ میں بایں الفاظ ظاہر کی۔ "اگر سوامی دیانند یہ وعظ کرتا ہے کہ ویدوں کا الہام منزہ عن الخطا ہے تو اس کا مقصد خواہ کیسا ہی اعلیٰ ہو لیکن اس پہلو میں یہی کہا جائیگا کہ وہ ایک شرارت پھیلا رہا ہے اور وہ از سر نو بنی نوع انسان کے ہاتھ پاؤں میں زنگ خوردہ پُرانی بیڑیاں ڈال رہا ہے جنکے ذریعہ پروہتوں (براہمنوں) نے بنی نوع انسان کو ایک مدت سے جکڑ رکھا تھا اور جو اب ڈھیلی ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ الخ" اُمید ہے کہ آریہ سماجی حضرات اس رائے کو نہایت ہی صاف دل ہو کر پڑھینگے +

آٹھویں شہادۃ ہم مسٹر پال کی پیش کرتے ہیں جو آریہ سماج میں دس بارہ برس متواتر رہے اور ویدوں کے والہ و شیدا بنے رہے بلکہ یوں کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا کہ ویدوں کے سرگرم اور جوشیلے پرچارک تھے اُنھوں نے جب براہ راست ویدوں کی تعلیم کا مطالعہ کیا تو آخر ان الفاظ کے کہنے پر مجبور ہو گئے جو ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔ "چونکہ ویدوں میں جا بجا یہی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ جو ہم سے دشمنی کرتے ہیں وہ فنا ہو جائیں۔ اور جنسے ہم دشمنی کرتے ہیں وہ بھی فنا ہو جائیں اسلیے ان دعاؤں کو الٰہی

دعائیں ماننے والے ایک دوسرے کی تباہی بربادی۔ ذلت و تحقیر میں رات دن کوشاں نظر آتے ہیں
پس ویدوں کی مانند ینی تعلیم اور اسکے بدیہی نتائج پر نظر مار کر ہیں یہ نتیجہ نکالنے کے لیے مجبور ہونا ہوں
کہ زہریلے درخت کا پھل ضرورتاً زہریلا ہوتا ہے۔ ایسی تعلیم کہ خداوند قدوس کی ذات و صفات
کی طرف منسوب کرنا . . . . محض شرارت پھیلانا ہے (اندر)

نویں شہادت

ویدوں کے ناقابل اتباع ہونیکے ثبوت میں ایک اور نہایت ہی زبردست شہادت
پیش کی جاتی ہے۔ ناظرین آریہ سماج کے چشم و چراغ یا یوں کہئے کہ آریہ سماج کے شرومنی اور مشہور
لیڈر لالہ لاجپت رائے صاحب کے نام نامی سے تو ضرور واقف و آگاہ ہی ہونگے اور اس امر سے بھی امید
ہے کہ ناواقف نہ ہونگے کہ یہ صاحب آریہ سماجی سٹیج پر کھڑے ہوکر اور کتابیں لکھ لکھ کر اخباروں میں
مضامین شائع کرا کر بڑے طمطراق اور دھڑلے سے دعوی کیا کرتے تھے کہ دنیا میں وید ہی ایک
ایسی کتاب یا پستک ہے جو ایشوری گیان یا الہامی کتاب کہلانیکی حقدار اور مستحق ہے سو الحمد لله
آج یہی صاحب اپنے پیشتر کے تمام دعاوی کو ملیامیٹ اور خاک میں ملاتے ہوئے ویدوں کے
متعلق کھلے الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ میں ویدوں کو الہامی کتاب نہیں مان سکتا۔ پس یہ ایک
ایسی زبردست اور مہتم بالشان شہادت ہے جس سے کوئی فرد بشر بھی انکار نہیں کرسکتا پس وہ
شخص جو ایک مدت مدید ویدوں کو الہامی سمجھتا رہا مگر اب انکار کرتا ہے جان لو کہ یہ ہمارے ہی دعوے
کا مصدق اور تصدیق کرنے والا ہے

دسویں شہادة

دسویں شہادت محض کسی واحد شخص کی نہیں بلکہ اس شہادت کے شاہدوں کی
کثیر تعداد خالص آریہ سماج ہی میں پیدا ہوگئی ہے یعنی آریہ سماج میں کثرت سے ایسے اشخاص موجود
ہوگئے ہیں جو آریہ سماج کے ممبر کہلاتے ہوئے بھی ویدوں کے الہامی ہونے سے منکر نظر آتے ہیں
ملاحظہ ہو ویدک میگزین کے ایڈیٹر لالہ رام دیو بی اے کا بیان جو ایڈیٹر پرکاش کو مخاطب کرتے
ہوئے لکھتے ہیں۔ "مجھے اشچرج (تعجب) اس بات کا ہے کہ آپ اپنی آواز آریہ سماج کے ان
خانہ دشمنوں کے برخلاف کیوں نہیں اٹھاتے جو وید کو نہ مانتے ہوئے آریہ سماجی بنے پھرتے ہیں اور سماج کو
گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں یہ لوگ پرماتما ہی جانتا ہے کتنے کومل وشواسی اور شردھالو ویدوں کے
مخلصین) آریہ سیوکوں کو جیون آدھار شردھا کی ناش کے لیے ذمہ وار ہیں۔ سارے آریہ سماجی سمجھکر ان کے

پاس جاتے ہیں اور وہ ایسی پروشوانتی (لفنگوں) کو ڈھیلا پاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کھلے طور پر مخالفت کریں تو انکے دام میں لوگ نہ پھنسیں ایسے کئی آدمی ہیں"۔ (اخبار پرکاش لاہور)

ویدوں کے متعلق ابھی یورپین محققین کی آراء پیش کرنی باقی تھیں جو بوجہ قلت جگہ اور بباعث عدم فرصت کسی اور موقع پر پیش کرینگے۔ اُمید ہے کہ ہندوستان کے رشی منی اور بزرگان ہنود و ممبران آریہ سماج کی یہ زبردست آراء ہمارے دعوے کی تصدیق کیلیے کافی سے بڑھ کر ہیں۔ وید کا ناقابل اتباع ثابت ہونا دیکھتے ہوئے اگر کوئی کہے کہ بائبل تو ایسی نہیں تو اس کو بھی ہم یہی کہیں گے کہ ویسی طرح

بائبل بھی لائق اتباع نہیں

کیوں؟

(۱) اسلیے کہ اسمیں بھی بعض ایسی کتابیں ہیں جنکے ملہمین کے نام پردہ اخفاء میں ہیں۔

۲ اس میں بعض ایسی کتابیں موجود ہیں جنمیں اس قسم کا ایک لفظ بھی نہیں ملتا کہ انکو خدا نے الہاماً نازل کیا۔

۳ اسلیے بھی کہ جسطرح دنیاوی دستاویز اور اسٹامپ میں ایک شوشہ کا جعل ثابت ہو جائے تو وہ متروک قرار دیا جاتا ہے اسیطرح اور بعینہ اسی طرح بائبل بھی قابل ترک ہے کیونکہ اسمیں کئی تحریفیں ثابت ہیں۔

۴ اور پھر اسلیے بھی یہ قابل اتباع نہیں کہ اسمیں اختلافات کا ایک عمیق دلدل ہے پس جس کتاب یا کلام میں تضاد وتناقض پایا جائے وہ ہرگز ہرگز قابل قبول و لائق تسلیم نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر ایک محقق ایسی کتب کی اصل تعلیم معلوم کرنا چاہے تو وہ باہم نقیض اقوال دیکھتے ہوئے کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔

۵ وہی کتاب یا مذہب برحق اور صادق ہوسکتا ہے جو اپنے پیرو یا مقلد سے کسی قسم کا دماغی یا عقلی خراج وصول نکرے یعنی ایسے امور یا مسائل ماننے کے لیے ہرگز مجبور نہ کرے جو سراسر عقل و علم کے منافی اور عین ضد ہوں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل میں بہت سی ایسی باتیں مرقوم ہیں جو علم و عقل تجربہ و مشاہدہ دلیل و برہان کے سراسر خلاف اور برعکس ہیں۔ مثلاً گدھی کا کلام کرنا (گنتی ۲۲/۲۸) سورج کا ساکن کھڑا رہنا ( ) خرگوش کا جگالی کرنا (احبار ۱۱/۶) طوفان نوح کا ساری دنیا کو غرقاب کرنا (پیدائش ۷/۱۹) وغیرہا بس اس قسم کے خلاف علم و عقل باتوں کو منوانیوالی کتاب ہرگز لائق اتباع نہیں ہوسکتی۔

6 الہامی کتاب کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق صحیح صحیح علم دے اور اُسکی اعلیٰ سے اعلیٰ صفات بیان کرے مگر بائبل اس معیار پر قطعاً پوری نہیں اُترتی کیونکہ اس مجموعہ کتب (بائبل) میں اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات کی طرف ایسی ایسی مذموم اور قبیح باتیں اور افعال منسوب کیے گئے ہیں جنکا سُننا بھی ایک خدا پسند انسان گوارا نہیں کر سکتا پس اس لحاظ سے بھی بائبل قابل اتباع ثابت نہیں ہوتی +

7 اسلیے بھی یہ قابل اتباع نہیں کہ یہ کفارہ مسیح الوہیت مسیح اور تثلیث وغیرہ کی تعلیم دیتی ہے جو نہ عقل سے ثابت ہے اور نہ نقل سے

8 اور سب سے بڑی بات اسکے ناقابل اتباع ہونیکی یہ ہے کہ اس زمانہ میں اسپر عمل کرنیوالا ہی کسی کے ساتھ خدا ہمکلام نہیں ہوتا کیونکہ اگر یہ زندہ خدا کا کلام ہوتی تو ضروری اور لازمی تھا کہ اللہ تعالیٰ اسپر عمل پیرا ہونیوالوں کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف و ممتاز فرماتا پس یہ اسکی مردہ ہونے کا کھلا اور بین ثبوت ہے +

9 الہامی کتاب تو وہی ہوسکتی ہے جو اپنے متبعین کو مزکّی و مطہّر بنائے مگر ہم تو بائبل کے ملہمین کو بھی بقول پادریان و بروئے بائبل پاک اور مزکّی - بیگناہ اور معصوم نہیں پاتے پھر عوام کالانعام کا ذکر ہی فضول ہے پس جو کتاب کسی ایک شخص کو بھی اجتک کامل مزکّی بنانے پر قادر نہ ہوسکی وہ کیسے قابل عمل و اتباع کہی اور تسلیم کی جا سکتی ہے +

10 اسلیے بھی یہ لائق اتباع نہیں کہ یہ دعاوی کے ساتھ دلائل سے کام نہیں لیتی جو ایک الہامی کتاب کے صدق کے جانچنے کے لیے ضروری ہے +

الغرض اور بھی کئی ایک اس قسم کی وجوہات ہیں جنکی رو سے بائبل اس قابل ثابت نہیں ہوتی کہ اسپر عمل کیا جاوے اور اسکی متابعت اختیار کرکے انسان اپنے مالک کو راضی کر سکے مگر ایک حق پسند اور علم و عقل کا شیدائی انھی وجوہات پر غور و فکر کرکے ہماری دعوے کی تصدیق کر سکتا ہے +

آخر میں ہم اُن بہت سی شہادتوں میں سے بطور نمونہ مشتے از خروارے چند اشہاد محققین یورپ کی ذیل میں نقل کرتے ہیں جو انھوں نے اپنی آبائی تعصب و ضد سے خالی ہو کر بائبل کے متعلق دی ہیں جن سے اور بھی ہمارے دعوے کی تائید و تصدیق ہو جاوے گی +

بائبل کے بارہ میں یورپین فضلاء کی آراء

پہلی گواہی رائٹ آنریبل رچرڈ لیلر شیل صاحب ممبر پارلیمنٹ جنکی رائے ملاحظہ ہو جو انھوں نے بائبل کے بارہ میں دی ہے۔ "بائبل میں بہت سے ایسے حصے زوردار طور پر بلکہ ایسے بے پردہ طریق پر لکھے ہوئے ہیں کہ وہ بے تحاشا پڑھی جانیکے ہرگز لائق نہیں ہیں۔ عہد عتیق کے بعض حصص کی ایک ایسی کھلی تصویر کھینچی گئی ہے کہ کسی بھی نوجوان عورت کو ان حصص پر غور کرنیکی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمیں یہ جرأت بھی نہیں کہ انگریزی کی غزلات میں خیالات فاسدہ کو اس زور سے ظاہر نہیں کیا گیا اور نہ ہی..... معاملات کو ایسے کھلے طریقہ پر رکھا گیا ہے جیسا کہ عہد عتیق کے بعض حصص میں دیکھا جاتا ہی۔ بائبل میں اس قسم کے..... کی کہانیاں پائی جاتی ہیں کہ جنکو پڑھکر انسانی فطرۃ کانپ اٹھتی ہے۔ اس مقدس کتاب کے بعض حصص میں اس قسم کے تاریخی واقعات یا حکایات پائی جاتی ہیں کہ جنکو ایک باعصمت عورت کے سامنے بغیر خوف پیدا کرنیکے نہیں پڑھا جا سکتا۔ کیا ایک عورت کو اپنے کمرہ میں ایسی کتاب کے پڑھنے کی اجازت دینی چاہیئے کہ جسکو وہ اپنے گھر میں سننے تک سے ہی کانپ اٹھتی ہو۔ کیا وہ ایسی باتوں کو پڑھ سکتی ہے جنکو وہ منہ سے نکالنے کی نسبت مرجانا بہتر سمجھتی ہے"

دوسری گواہی سپریم کورٹ آف وکٹوریہ کے جج جسٹس ہنٹلی ولیمس صاحب فرماتے ہیں کہ "فصلوں کی فصلیں ایسی ہیں کہ جنکو کوئی ماں یا باپ اپنے لڑکے یا لڑکی کو پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتا مگر جب سے کہ عیسائیت نے بائبل کو لیا ہے اسوقت سے ہی عہد عتیق کا ایک بڑا حصہ چلا آتا ہے اور لڑکوں کو تعلیم دیجاتی کہ اسکو خدا کا کلام سمجھیں حالانکہ انکو اسکے پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور تبسکو وہ اسلیئے چوری سے پڑھنے پر تا کہ دوسرے لڑکے کہیں انکو ایسی کتاب پڑھتا ہوا دیکھ نہ لیں*

تیسری گواہی امریکہ کے پادری ریورنڈ ہنری وارڈ بیچر صاحب بائبل کے متعلق ان الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ "بائبل ہرگز ہرگز نوجوان عورتوں کے ہاتھ میں نہیں دینی چاہیئے" اسی رائے کے متعلق مسٹر پارک گاڈون صاحب رقمطراز ہیں کہ "ریورنڈ ہنری وارڈ بیچر صاحب کا بائبل کو اخلاقی تعلیم کے لحاظ سے رد کر دینا بائبل کے بارہ میں ایسی ہی سند ہے جیسا کہ ہربرٹ سپنسر۔ فریڈرک۔ ہریسن۔ ٹنڈل۔ ہکسلی۔ ہیکل و کیبل وغیرہ کی جو کہ سب بائبل کی تعلیم کے مخالف تھے"*

چوتھی گواہی ۱۲۲۹ء میں کونسل آف ٹولوس نے یہ قانون بنا دیا تھا کہ بائبل کی کوئی کتاب بھی کسی شخص کے ہاتھ میں نہ ہے اگر کوئی اس کتاب کو پڑھتا ہوا دیکھا گیا تو وہ زندہ آگ میں جلا دیا

جاویگا" د اسبات کا ذکر رڈل صاحب کی تاریخ پوپ جلد ۲ میں موجود ہے +

پانچویں گواہی ریورنڈ کینس رچرڈس صاحب سوانس واقع ویلز کے سکول بورڈ کو اسبات کی تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اگر تمکو اپنے بچوں کے اخلاق کا بچاؤ منظور ہے تو خدا کے واسطے انکی ہاتھ میں عہد عتیق مت دو" (از کرائسٹ کے کرشنا)

چھٹی گواہی لنڈنیس صاحب لکھتے ہیں کہ "بائبل موم کی ناک ہے جدھر چاہو پھیر لو یہ ایک بے روح مغز ندارد ہے۔ ایک مردہ قانون ہے۔ (غالباً ترجمہ کیوجہ سے)

ساتویں گواہی ۱۹۱۶ء میں مقدس کلیمنٹ نے کہا تھا کہ "میں اسبات کو دیکھ کر کانپ رہا ہوں کہ بائبل چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ بائبل کا اسطرح پھیلنا بڑا بھاری جرم ہے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بائبل کا مادری زبانوں میں ترجمہ کرنے سے فائدہ کی نسبت نقصان زیادہ پہنچا ہے"۔

آٹھویں گواہی اس مقدس پوپ نے ۱۸۱۹ء میں ایک سرکلر (فتویٰ) جاری کیا تھا جسمیں آئرش سکولوں میں بائبل کے تقسیم کرنیکے بارہ میں لکھا تھا کہ "یہ ایک قسم کے کانٹے بوئے جارہے ہیں۔ بچوں کو خطرناک تعلیم دی جارہی ہے۔ اور یہ ان کے بچپن پر ایک زہریلا اثر ڈالے گی +

نویں گواہی شہر نیویارک (امریکہ) کے مشہور اخبار ٹروتھ سیکر مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۱۳ء میں ایک فاضل مارشل جے گاڈن نامی نے عیسائیت پر ایک بسیط اور معنی خیز مضمون لکھا تھا اُس کے چند الفاظ ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں "مسیحیت میں کچھ خرابی ضرور ہے اور وہ خرابی صرف یہی ہے کہ یہ مذہب سچا نہیں ہے۔ اسکا تثلیث فی التوحید کا عقیدہ نادان ملاؤنکی ہی (فادرز) ایجاد و اختراع ہے۔ اسکے اصول خدا سے اسکی خدائی کی صفات چھین کر اسکو ایک بیرحم کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اسکے عقائد مشرقی قصے ہیں جو یہودی قوم کے وجود میں آنے سے پہلے ہی ایک پرانی چادر کیطرح بیکار ہو چکے تھے۔ اسکا مسئلہ کفارہ .... بے انصافی کا نچوڑ ہے۔ مسیح کا جی اُٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا اس قسم کے افسانے پہلے ہی مشرقی قوموں میں عام طور پر مروج و مشہور تھے۔ آخرۃ میں غیر منقطع عذاب کا عقیدہ بیچارے بھولے زیادہ جوشیلے مسیحیوں کا ایک خواب ہے۔ اگر مسیح اس دنیا میں گزرا ہے تو وہ صرف ایک بشر تھا اگر وہ بشر نہ تھا تو پھر مسیح ایک خیالی وجود کا نام ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ موجودہ مسیحی مذہب جھگڑالو ملاؤں (فادرز) کے دعوؤں سے پیدا ہوا اور اسکا غلبہ دنیا کے لیے ایک مصیبت ثابت ہوا۔

اگر اب دنیا دانائی اور رحمدلی اور اخلاق میں ترقی کر رہی ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ مسیحیت اسکے دماغ سے مٹ رہی ہے" "ریویو"

گیارہویں گواہی بلفاسٹ (آئرلینڈ) کے حق گو عالم جے پارکنسن صاحب کی رائے بھی قابل لحاظ ہے جو انہوں نے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے کہ "بائبل بھی اپنی الہامی حیثیت کھو چکی ہے اب گرجاؤں کے پادریوں کی نظر سے بھی یہ کتاب گر چکی ہے پہلے اسکی نسبت یہ عقیدہ رکھا جاتا تھا کہ یہ ایک محفوظ کتاب ہے جو تمام غلطیوں سے پاک ہے لیکن اب یہ عقیدہ متروک ہو چکا ہے۔ یہ کتاب اغلاط و اختلافات سے پر ہے اور نہ صرف علمی غلطیاں اسمیں جا بجا پائی جاتی ہیں بلکہ تاریخی غلطیاں بھی اسمیں بیشمار ہیں۔ وہ مختلف گمنام مصنفوں کی تحریروں کا ایک مجموعہ ہے۔ پہلے یہ جائز نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اسپر کوئی نکتہ چینی کی جائے مگر اب اسپر کھلے دل سے نکتہ چینی کیجاتی ہے اور محققین نے اب اسکو نکتہ چینی کی مقراض کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اب کلیسیا کی شوکت جاتی رہی ہے۔ بیشک اب بھی کلیسیا موجود ہے مگر اب یہ صرف لنگڑے کی لکڑی کے سہارے چل رہی ہے۔ اب بائبل کی زیادہ سے زیادہ یہ حیثیت رہ گئی ہے کہ یہ ایک قوم کی تاریخ کا محض ایک خاکہ ہے اور وہ خاکہ بھی صحیح نہیں بلکہ اسمیں بھی غلطیاں ہیں۔ بائبل کی پہلی پانچ جو موسیٰ کی پانچ کتابیں کہلاتی ہیں۔ اب انکو موسیٰ کی تالیف نہیں سمجھا جاتا بلکہ انکی نسبت یہ فیصلہ ہو چکا کہ یہ بہت ہاتھوں اور بہت سے مختلف خیالات کا نتیجہ ہیں۔ پہلی پانچ کتابوں کے دو بڑے سرچشمے ہیں ایک کو ایلوہسٹک کہتے ہیں اور دوسرے کو یہوسٹک اور محققین نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ بائبل کا ایک بڑا حصہ بابل کے بادشاہ حمورابی کے قانون سے اخذ کیا گیا ہے جو عبرانیوں کی کتابوں کی تالیف سے ایک ہزار سال پہلے گزرا ہے" اسکے بعد یہی قابل مضمون نگار نئے عہد نامہ کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔

"نیا عہد نامہ علمی تحقیقات کا ایک عرصہ تک مقابلہ کرتا رہا مسیحی محققین نے سب سے اول پرانے عہد نامہ کی تحقیقات شروع کی اور اسکی حقیقت کو فاش کرنا شروع کیا مگر اب چونکہ نئے عہد نامہ کو پرانے عہد نامہ کی نسبت زیادہ مقدس سمجھا جاتا تھا اسلیئے مدت تک تو محققین اسکے قریب آنے سے ڈرتے رہے مگر جوں جوں تعلیم بڑھتی گئی نئے عہد نامہ کی تقدیس کا خیال لوگوں کے دلوں سے نکلنا شروع ہو گیا اور پھر آخر نئے عہد نامہ کے چیرنے پھاڑنے کیلیئے بھی اسطرح تحقیق کے چاقو سے کام لیا گیا جسطرح

پرانے عہدنامہ کی تشریح میں بھی اُس سے کام لیا گیا تھا اور اس تحقیقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحی مذہب کی بنیاد بالکل کھوکھلی کردی گئی ہے اور مسیحیت کی ساری عمارت اب گر کر کھنڈر بن رہی ہے اب یہ دعوے بالکل باطل ثابت ہو گیا ہے کہ مسیحی مذہب کسی تاریخی بنیاد پر کھڑا ہے اور اسکے عقائد اب فسانوں کی فہرست میں داخل کیے گئے ہیں۔" (ریویو)

گیارھویں گواہی گیارھویں گواہی کیون صاحب کی ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ "یہ بالکل صاف بات ہے کہ بنی اسرائیل کے قدیمی حالات کا جو بیان عہد عتیق میں لکھا ہوا موجود ہے وہ بالکل اُسی قسم کا ہے جیسا کہ وہ حالات جو دوسری قوموں نے اپنی قدیمی زمانہ کے متعلق ہم تک پہنچائے ہیں یعنی ان میں بڑا حصہ بے بنیاد افسانوں کا پایا جاتا ہے ہر ایک قوم میں بزرگوں کے حالات زبانی طور پر نسلاً بعد نسلٍ بیان ہوتے چلے آئے اور ان زبانی بیانات میں بہت سی غلط اور مبالغہ آمیز باتیں داخل ہو گئیں جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اصل واقعات قریباً مفقود ہو گئے اور اُنکی جگہ خیالی باتیں مشہور ہو گئیں اور جیسا دوسری قوموں کی صورت میں غلط قصّے اور کہانیاں لوگوں میں رائج ہو گئیں ایسا ہی اسرائیلی قوم کی صورت میں ہوا۔ (ماڈرن ریویو کلکتہ)

ہم نے جن وجوہات کی بنا پر بائبل کو ناقابل اتباع بتلایا ہے اب اُسکی مندرجہ بالا زبردست گیارہ شہادتوں سے کما حقہ تصدیق و تائید ہو گئی اب ان شہادات کے پڑھتے ہوئے بھی کسی عیسائی دوست کو ہمارے پیش کردہ وجوہات میں کلام ہو تو ہماری پیش کردہ دلائل کو عقل و برہان سے رد کرکے دکھلائے مگر ع این خیال است و محال است و جنوں +

ہمارے اس بیان دعوے کو پڑھتے ہوئے ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ جب وید قابل اتباع نہیں اور اسکے ساتھ بائبل بھی تو پھر کونسی ایسی کتاب ہے جو قابل عمل سمجھی جائے اور اُسپر ایمان لایا جائے سو اسکے لیے ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی پاک کلام قرآن شریف و فرقان حمید کا نام پیش کرتے ہیں کیونکہ ہم نے خوب تحقیق و تدقیق کرکے دیکھ لیا ہے کہ یہی یعنی

قرآن شریف ہی قابل اتباع ہے

کیونکر؟

(۱) اسلیے کہ اس نے خود دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہوں اور پھر زا دعویٰ ہی نہیں
بلکہ اپنے دعوے کے اثبات میں دلائل قاہرہ سے کام لیا ہے اور ساتھ ہی دنیا کو باواز بلند للکار کر
چیلنج بھی دیدیا کہ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ
مِّنْ مِّثْلِهٖ کہ میرے کلام الٰہی ہونے میں کسیکو شبہ ہو تو اسکی مثل ایک چھوٹے سے چھوٹا ہی ٹکڑہ
لائیے۔ (وید وغیرہ اس طرح کا چیلنج دینے سے محض تہیدست ہیں)

۲ اسلیے بھی یہ قابل اتباع ہے کہ اسنے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق ایسی عمدہ اور بے
نظیر تعلیم دی ہے کہ باید و شاید (مقابلہ و موازنہ سے معلوم ہو سکتا ہے +)

۳ اس لیے بھی کہ اسکی تعلیم ایسی کامل و اکمل ہے کہ دنیا بھر کی کل سچائیاں اور تمام خوبیاں اور جملہ محاسن
و فضائل اسمیں جمع ہیں۔ تہذیب و تمدن کے ہر اعلیٰ اور عمدہ اصولوں پر حاوی اور دینی و روحانی
کمال تک پہنچانے کے علاوہ انسان کو دنیوی اور جسمانی رفعت و منزلت کے بھی سب سے بلند بام
پر پہنچاتی ہے +

۴ اسلیے بھی کہ اسکی تعلیم اخروی جنت (جس کے حصول کے لیے انسان جد و جہد عمل میں لاتا ہے
اُسکا نظارہ اور لطف و سرور اس دنیا میں بھی دکھا دیتی ہے یعنی مومن کی جنتی زندگی بھی دنیا سے
شروع ہو جاتی ہے (کوئی آریہ۔ یہودی۔ پارسی اور عیسائی ہے جو اسطرح کا کمال اپنی اپنی الہامی
کتابوں سے دکھلا سکے)

۵ اسلیے بھی کہ اسکا (قرآن شریف) کوئی ایسا رکوع نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا
پُر رعب نقشہ کھینچکر نہ دکھلایا ہو مگر اسکے برعکس ویدکے بہت سے ایسے مقامات ہم دکھلا سکتے
ہیں جنمیں اللہ تعالیٰ کا نام تک نہیں اور اسیطرح بائبل کی کتابیں مثال کے طور پر استھا کی کتاب
استر ملاحظہ ہو اس ساری کتاب کو پڑھجاو خدا کا نام ایکدفعہ بھی لکھا ہوا نظر نہ آئیگا کس قدر
حیرت اور تعجب کی بات ہے ٭

۶ جس مذہب والے سے وہ ذات حق جو محبوب حقیقی ہے کلام کرے تو سمجھو کہ وہی مذہب خدا کی طرف سے
اور قابل اتباع ہے نہ کہ وہ جس کے پیرو ولی سے قطعاً بیوں ہیں منکر ہیں [illegible]
بین دلیل ہے اسلام کے صادق المذہب ہونیکی کیونکہ جب ہم قرآن شریف [illegible]

ہی اللہ تبارک و تعالیٰ اسکے پیرووں میں سے جسکو چاہتا ہی اپنا مقرب بنا کر اسی اپنے مکالمۂ و مخاطبہ سے سرفراز فرماتا ہے۔ وید اور بائبل کا کوئی بھی مدعی آج یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ خدا ہم سے یا فلاں فلاں سے کلام کرتا اور اپنے وحی و الہام سے مشرف و ممتاز فرماتا ہے ٭

۷ اسلیے بھی یہ قابل اتباع ہے کہ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ سروگیہ۔ علیم کل اور علام الغیوب ہی ایسے اور اسی لیے اسکے کلام معجز نظام میں بھی غیبی اخبار کا ہونا لازمی اور ضروری ہے پس اس لحاظ سے بھی قرآن شریف ہی قابل اتباع ثابت ہوتا ہے نہ کہ وید وغیرہ جنکو یہ بھی معلوم نہیں کہ علم غیب کیا ہے اور کس چیز کا نام ہے ٭

۸ اسواسطے بھی کہ یہ عالمگیر اور سارو بھومک تعلیم پیش کرتا ہے اور اپنے عالمگیر ہونیکا مدعی بھی جیسے فرمایا قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ وید کی طرح ہندوستان کی چار دیواری کے اندر محدود نہیں اور نہ ہی بائبل کیطرح اسرائیلی بارہ قبائل کے اندر مسدود ٭

۹ اسلیے بھی یہ قابل اتباع ہے کہ جب سے یہ نازل ہوا ہے اسوقت سے لیکر آجتک اسمیں ایک شوشہ کا بھی تغیر و تبدل نہیں ہوا جیسا کہ اسلام کے سخت سے سخت دشمن بھی صریح اور کھلے الفاظ میں مقر اور اقراری نظر آتے ہیں جیسا کہ سر ولیم میور نے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ کے دیباچہ میں لکھا کہ جہانتک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس (قرآن کریم) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو" (لائف آف محمدؐ" طبع سوم) اور اسکے برعکس خود یورپ کے فضلاء نے یامر پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ بائبل الحاق اور تحریف سے محفوظ نہیں رہی ٭ اور ویدوں کے متعلق خود پیروان وید بھی ویدوں کے الحاقی ہونیکے قائل ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ ہم تشحیذ جلد ۱۵ نمبر ۲ صفحہ ۴۳ پر "کوی رتن لکھا اللہ" کا قول نقل کر چکے ہیں۔ پس یہ ایک ایسا قرآنی اعجاز اور معجزہ ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی بھی کتاب نہیں کر سکتی ۔

یہ کیوں ہے؟ اسلیے کہ اسکے نازل کرنیوالے نے اسکے نزول کے وقت خود اسکی حفاظت کا پایں الفاظ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ سورہ الحجر آیت ۹ وعدہ فرما دیا تھا

پس کس بشر کی طاقت اور قدرت تھی جو اس میں کمی بیشی کرنے کا مرتکب ہوتا۔

۱۰ الہامی کتاب کیلئے یہ شرط بھی ضرور اور لازمی ہے کہ وہ اختلاف سے پاک ہو (جیسا کہ پادری مغنڈراہ
لیکھرام نے لکھا ہے) تو اس لحاظ سے بھی قرآن شریف ہی قابل اتباع ثابت ہوتا ہے کیونکہ خود
قرآن شریف بڑے زور اور دھڑلے سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اختلاف سے پاک ہوں جیسے فرمایا
لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ یعنی اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے
نازل نہ ہوتا تو ضرور مجھمیں اختلافات کی بھرمار ہوتی (پس اس کسوٹی پر قرآن شریف کے سوا اور کوئی
کتاب پوری نہیں اترتی خواہ وید ہو یا بائبل اگر کسیکو شک ہو تو مقابلہ میں آکر دعویٰ کرے پھر ہم دلائل
کی چلتی ہوئی پلٹنیں اُسکے سامنے کھڑی کر دینگے ✤

۱۱ اسلئے بھی یہ قابل اتباع ہے کہ اس نے ہر ایک وہ دعویٰ جو ضروریات دین میں سے ہے خود بیان کیا ہے
اور پھر محض دعاوی پر ہی بس نہیں کی بلکہ انکے اثبات میں دلائل و براہین بھی پیش کیے ہیں اور یہ ایک ایسا
اعجاز اور ایسی خوبی ہے جسکا مقابلہ دنیا کی کوئی کتاب وہ کتاب جس کے متعلق مختلف مذاہب کے
لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ الہامی ہے نہیں کر سکتی۔ ہاں! اگر کوئی عیسائی اس قرآنی اعجاز
کے مقابل بائبل میں سے اس قسم کی خوبی دکھلا دینے کا مدعی ہو تو اسکو لازم ہے کہ اپنے مذہب کے
بنیادی اصول (الوہیت مسیح۔ کفارہ مسیح۔ تثلیث وغیرہ) کا دعویٰ اور دلائل بائبل کے
درسوں سے نکال کر پیش کرے اور اسی طرح آریہ سماج کے فاضل ممبروں سے بھی ہم یہی کہیں گے
کہ وہ بھی اگر وید کے متعلق اس قسم کے اعجاز کے قائل اور مدعی ہیں تو ویدک دھرم کے بنیادی
سدھانتوں تناسخ۔ قدامت روح۔ قدامت مادہ۔ نیوگ۔ پرماتما سے انادی کا مسئلہ نازلیت
وید۔ وغیرہ وغیرہ۔ کا دعویٰ اور دلائل ویدوں کی شرتیوں سے استنباط کر کے دکھلائیں۔ مگر ہم
بڑے زور سے کہیں گے کہ قرآن شریف کے اس اعجاز کا مقابلہ کرنا وید اور بائبل کے حیطہ قدرت سے قطعاً باہر ہے
بہت سی وجوہات میں سے گیارہ وجوہ ہیں جو ہم نے "قرآن ہی قابل اتباع ہے" کے اثبات میں پیش کیں
بشرط فرصت باقی بھی کسی وقت پیش کرنے کا فخر حاصل کرینگے۔ ان مذکورہ بالا وجوہات پر بھی اگر کوئی
سلیم الفطرت محقق مزاج حق پسندی سے کام لینے والا انسان غور و فکر کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ
اُسپر یہ امر بخوبی واضح و آشکار ہو جائیگا کہ آج دنیا میں اگر کوئی کتاب لائق تقلید و عمل و قابل اتباع ہے

تو وہ قرآن شریف ہی ہے ۔

ہاں واقعی یہ مضمون نامکمل اور ناقص رہ جائیگا اگر ہم اُن آراء و اشہاد کو پیش نہ کریں جو محققین یورپ نے اسلام کے متعلق وقتاً فوقتاً اپنے قلم اور زبان سے لکھیں اور کہیں جنکو ملاحظہ فرماتے ہوئے ناظرین پر ہماری دعوے کی پوری پوری صداقت و حقانیت منکشف اور واضح ہو جائیگی۔ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان آراء و اشہاد میں سے بعض ایسے کٹر اور متعصب عیسائیوں کے قلم سے نکلی ہوئی ہیں جنکو پڑھتے ہوئے واقعی انسان کی حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہیں رہتی اور مجبوراً اُسے قرآن شریف کے اس اعجاز پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ کس طرح اور کیسے یہ (قرآن شریف) اپنے سخت سے سخت مخالفین و معاندین سے بھی خراج تحسین وصول کئے بغیر نہیں رہتا کیا کوئی آریہ یا اور عیسائی ہے جو اپنی اپنی کتاب کے متعلق اس قسم کا اعجاز ثابت کر کے دکھلائے (ہرگز نہیں)

یورپین محققین کی آراء قرآن پر

پہلی شہادت عالیجناب جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی مشہور و معروف کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن صفحہ پر قرآن شریف کے محاسن و فضائل کا ذکر فرماتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے معجزات چند روزہ تھے مگر آنحضرت صلعم کا معجزہ پائیدار اور لازوال ہے اور اس باعث سابق زمانے کے تمام معجزوں پر سبقت و برتری رکھتا ہے۔ قرآن بلحاظ علم ادب کے ایک بڑی شاعرانہ تصنیف معلوم ہوتی ہے اس کا کثیر حصہ قدمائے عرب کے موافق مقفیٰ و مسجع عبارت میں لکھا ہے، قرآن بعض جگہ سے غیر مفہوم (متشابہات) ہے اور اور دو معلوم ہوتا ہے مگر اکثر جگہ نہایت زبردست عبارت اور بلند خیالی عیاں ہے اور یہ قول بہت ٹھیک ہے کہ قرآن شریف ایسی کتاب ہے کہ جسکی پہلی پہل عبارت ہی پڑھنے والا پہلے گھبرا جاتا ہے بعد ازاں اُسکے محاسن دیکھ کر دھیرج رکھتا ہے اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے"

دوسری شہادت ایک نہایت ہی متعصب عیسائی سر ولیم میور صاحب مشہور عالم کی شہادت بھی قابل لحاظ ہے۔ "ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اُس نے (اسلام نے) ہمیشہ کیلئے اگر توہمات باطلہ کو جنکی تاریکی مدت سے عرب کے ملک میں چھا رہی تھی کالعدم کر دیا۔ اسلام کی صدا سے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہو گئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص ذات اور ایک

احاطہ میں کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسا کہ خاص محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جس پر اسلام کا مدار ہے یہ ہے کہ اُس ایک خدا کی مرضی پر توکل کرنا چاہیئے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہ تھیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہی کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں۔ اپنے ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیئے۔ نشہ کی سب چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اسمیں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں پایا نہیں جاتا۔" (لائف اُف محمدؐ)

تیسری شہادت مقدس ہلیر رقمطراز ہیں۔ "باستثنائے عیسائیت جسکی بنیاد عہد عتیق اور اناجیل اربعہ پر قائم ہے۔ دنیا کسی اور مذہب پر جو اسلام کے ساتھ میزان میں رکھا جا سکے یا جو اُس سے کسی معمولی سی نسبت میں بھی مقابلہ کر سکے۔"

چوتھی شہادت کاونٹ ڈی بلین ولیرز صاحب نے دو صدیاں گزریں کہا تھا کہ "عیسائیت کے علاوہ اسلام جیسا پسندیدہ اور معقول مذہب (کوئی) نہیں ہے اور نہ ہی صفحہ ہستی پر اسکی طرح نیکو نکو تسلی اور اطمینان دینے والا اور گنہگاروں کو ڈرانے والا کوئی مذہب ہے۔"

پانچویں شہادت مسٹر سٹیڈ رڈ صاحب جو نے لیکچر یروشلیم میں دیا وہ بھی قابل ذکر ہے اسمیں مسٹر بوند کے بیان کی تصدیق پائی جاتی ہے۔ (بیکر صاحب) "اسلام سچائی۔ ہاں نہایت ہی اعلیٰ سچائی کا ایک زندہ مرکز ہے۔ بت پرست دنیا اس سچائی سے بالکل بیخبر تھی اور مسیحیت نے اسکو بالکل دبا دیا تھا۔ وہ سچائی توحید کی تعلیم ہے۔ یہ وہی سچائی ہے جسکو ابراہیم۔ موسیٰ۔ داؤد۔ اور مسیح نے تعلیم دی الخ"

چھٹی شہادت عالیجناب ڈاکٹر جارج بیکر صاحب امریکہ کے ایک نہایت ممتاز اور نامور فاضل و اہل قلم ہیں جنکی معلومات اور واقفیت اسلام اور مسیحیت کے متعلق بہت وسیع ہے۔ آپ نے فلیڈ لفیا کے کوپر یڈ ری انسٹی ٹیوٹ میں کچھ عرصہ ہوا اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق ایک مبسوط لیکچر دیا تھا اور انھیں کے لیکچر میں سے مسٹر سٹیڈ رڈ کی شہادت ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اب اُن کے مضمون میں سے چند کلمات اور نقل کرتے ہیں جو انھوں نے اسلامی تعلیم کے متعلق اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔

"اسلام نے پہلی ایک بڑا مفید کام کیا ہے اور جب تک مسیحیت کے بڑی بڑی فرقے شرک کا کچھ شائبہ بھی اپنے اندر رکھتی ہیں اسلام مسیحیت کے راستہ میں ایک ناقابل گزر رکاوٹ رہیگی۔ اور اسمیں شک نہیں کہ مسلمانوں کو ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ میں بڑے زور سی کہونگا کہ رومن کیتھلک چرچ کے لیے جو مریم کو خدا کی صفات سی متصف قرار دیتا ہے اور قسم قسم کے شرکونمیں مبتلا ہے۔ اسلام پر فتح پانا ناممکن ہے جو خالص وحدانیت اور سچی روحانیت کے ساتھ مسیحیت کا مقابلہ کر رہا ہے۔ مذہب اسلام میں کوئی ایسی مشنری اور واعظ نہیں ہیں جیسے کہ عیسائیوں میں ہیں۔ مسلمان خدا کی عبادۃ بالواسطہ نہیں کرسکتے بلکہ ہر ایک کو [illegible] خدا کی عبادۃ خود کرنی پڑتی ہے اسلیے ہر ایک سچا مسلمان اپنے نفس کے لیے خود ذمہ دار ہے اور سچے خدا کی عبادۃ دن میں پانچ دفعہ کرتا ہے ... (اسکے آگے فرماتے ہیں کہ) "اسلام آج بھی بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔" الخ

ساتویں شہادۃ نامور فرنچ مستشرق موسیو گاسٹن کار فرماتے ہیں۔ "یہ ایک کھلی ہوئی صاف اور واضح بات ہے کہ اسلام اصل میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب ہے جسکو دنیا کی ⅟۲ حصہ آبادی دین حق تسلیم کرتی ہے ... ہمیں معلوم ہے کہ اس عاقلانہ مذہب کے قانون میں وہ تمام فوائد اور مصالح موجود ہیں جنسے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے اور جو گویا اسلام ہی کے امتزاج عناصر کا نتیجہ ہے اس حیرت انگیز سائنٹیفک مذہب (اسلام) نے دین کی عمرانی ترقی کے لیے ہر قسم کے بنیادی مسائل و ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں۔ گو ہم میں کوئی شخص بھی اسکی فضیلت کا اعتراف نہ کرے اور اسکے احسان کا رہین منت نہ ہو مگر امر واقعہ یہی ہے" (تہذیب الاخلاق) اس سے بڑھ کر بھی کوئی غیر مذہب کا آدمی شہادۃ دے سکتا ہے۔ ہاں یہ اسلام اور واقعی اسلام ہی کی کشش اور قوۃ جاذبہ ہے جو فطرتًا انکو اپنی طرف عجیب طرح سے کھینچ لیتی ہے۔)

آٹھویں شہادۃ مسٹر کارل سدر کوسٹ کے مضمون پر اخبار گزٹ تبصرہ کرتے ہوی لکھتا ہے کہ "اسلام کو مسیحیت کے مقابلہ میں فتح حاصل ہونیکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اسلام زمانہ حال کی ترقیات کا ساتھ دے سکتا ہے اسلیے اس ملک کی اکثر لوگ اسکو عیسائیت پر ترجیح دیتے ہیں مسیحی مشنریونکی تمام کوششیں بارآور نہیں ہوسکتیں اور اس درد بیدرماں کا اب تک کوئی علاج دریافت نہیں ہوسکا۔" (تہذیب [illegible])

نویں شہادۃ ایک نہایت ہی غیر متعصب عیسائی فاضل کی رائے جو انھوں نے ایک عیسائی مصنف پر مگیو" کے اس اعتراض کا کہ قرآن شعبدہ بازی کا ایک مجموعہ ہے" ابطال کرتے ہوے صاف الفاظ میں

اعتراف کرتے ہیں کہ "مجھے یہ نقاد ان عصر بالکل ہیچ معلوم ہوتے ہیں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سراپا تصنع بتاتے ہیں۔ میں تو آنحضرت (صلعم) کی نسبت کبھی جان بوجھ کے دغا دینے یا کسی حال میں جعل کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ نہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن شعبدہ یا جعلسازی کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اور میں کیا کوئی صاحب نظر بھی قرآن کو پڑھ کر یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہ انسان کی اصلی فطرۃ کے مبہم جوش کا نشان ہے"

دسویں شہادۃ | فرانس کے مشہور و معروف اور جید عالم ڈاکٹر موریس فرماتے ہیں کہ "قرآن کی اگر کوئی ایسی منقبت ہو سکتی ہے جسمیں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اسکی فصاحت و بلاغت ہی وہ عظیم الشان فضیلت جس پر تین سلطین تیس کروڑ انسان فخر کر رہے ہیں وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے (وید بائبل وغیرہ - ناقل) بلکہ ہم تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کیلیے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے۔ اسکے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ اسمیں آسمان و زمین کے بنانے والے کی حمد و ثنا بھری ہے خدا کی عظمت سے اسکا حرف حرف لبریز ہے جس نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں اور ہر ایک چیز کی اسکی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے علماء کیلیے یہ ایک علمی اکاڈمی ہے۔ اہل لغت کے لیے جامع ڈکشنری ہے۔ لٹریری مذاق والوں کے لیے جنکو زبان کی اصلاح مطلوب ہے علم نحو کی یہ ایک گرامر ہے شاعری کے پسند کرنیوالے اور جذبات تہذیب و شائستگی پر نظر رکھنے والوں کے لیے عروض کی کتاب ہے دنیا بھر کے قوانین و شرائع کی یہ انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جتنی آسمانی کتابیں داؤد کے زمانہ سے لیکر حالی مسیح کے عہد تک نازل ہوئی ہیں بلکہ اس سے پہلے کی بھی یعنی ژند اور وید وغیرہ ناقل) محاسن لفظی و معنوی کے اعتبار سے وہ سبکی سب قرآن کی ایک چھوٹی سے چھوٹی صورۃ کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں"

گیارھویں شہادۃ | مشہور و معروف فاضل کارلائل صاحب اپنی شہرۂ آفاق کتاب لیکچرز آن ہیروز میں قرآن مجید کے متعلق یوں رقمطراز ہیں "میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اسکے تمام معانی میں موجود ہے جس نے اسکو وحشی عربوں کی نظر میں بیش بہا بنا دیا تھا۔ سب سے آخر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب سب سے اول اور سب سے آخر جو خوبیاں ہیں وہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور ہر قسم کے اوصاف حسنہ کی بانی ہے" (صـ ۲۳۵)

بارھویں شہادۃ | مسٹر مارگولیتھ صاحب مترجم قرآن راڈویل کے دیباچہ میں بایں الفاظ قرآن شریف کے محامد و محاسن کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔ "قرآن شریف کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسنے ایک نئی علمی اور فلسفیانہ تحریک کی بنا ڈالی جس نے

قرون وسطیٰ اور نصاریٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ اور مہذب ترین دماغوں پر زبردست اثر ڈالا ہے۔ اسلامی دنیا کی ترقی عام کی یہ رفتار کسی نہ کسی وجہ سے ضرور رُک گئی لیکن علمی تحقیق سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ فضلاء یورپ کو فلسفۂ یونان ریاضی ہیئت اور دیگر علوم کا جو علم کئی صدیوں تک حاصل رہا۔ اگر موٹے الفاظ میں کہا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ سب لاطینی کتابوں سے لیا گیا تھا اور یہ لاطینی کتابیں عربی کتب کا ترجمہ تھیں اور عربوں اُنکی رفیقوں کو ان علوم کے مطالعہ کیطرف جو رجحان پیدا ہو وہ خواہ بالواسطہ ہی ہو قرآن شریف کی وجہ سے پیدا ہوا تحقیق السنہ۔ نظم اور ادب کی دوسری شاخیں بھی قرآن شریف کی اشاعت کے ساتھ ہی کتم عدم سے عالم ظہور میں آئیں اور اس علمی تحریک کا نتیجہ ذہانت اور علم و فضل کی اعلیٰ سے اعلیٰ تصنیفات ہیں۔"

تیرھویں شہادت اے ہسٹری آف ریلیجنس" (تاریخ مذاہب) کا متعصب عیسائی مصنف اپنی اس تصنیف کے صد ۱۵۲ پر رقمطراز ہے۔ "اسلام بہ حیثیت عالمگیر مذہب کے" اسلام میں عجیب و غریب بات یہ ہے کہ اسنے بہت جلد ترقی کی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ پر تسلط کر لیا جتنی ترقی مسیحی دین نے صدیوں میں کی اسلام نے سالوں میں کر لی۔ اسکی ابتدا کمزور۔ سادی اور ادنیٰ درجہ کی تھی مگر وہ بڑھتی بڑھتے قوی اور پھر عالمگیر مذہب بن گیا وہ (اسلام) ابھی عالمگیر مذہب کیونکہ اس میں ان باتوں کی تعلیم دیجاتی ہے "خدا واحد ہے۔ حاضر و ناظر اور قادر ہے ہر شخص کو اپنے فعلوں کا حساب اُسکے روبرو دینا پڑیگا۔ خدا کی مرضی کی اطاعت کرنی اور اُسکے حکموں کو ماننا چاہیئے۔ خدا رحیم اور رحمٰن ہے۔ خدا اپنے بندوں کی خواہشوں اور کوششوں سے ہمدردی رکھتا ہے۔ بندوں کو اس سے محبت کرنی اور اُس سے ڈرنا چاہیے۔ یہ باتیں کسی خاص فرقہ یا قوم سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ دنیا بھر کے لوگوں سے "

چودھویں شہادت مشہور پادری ڈاکٹر گیفسن ٹرک ٹیلر لکھتا ہے کہ "اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے۔ جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے۔ جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اُسکو سیکھے۔ جو بتاتا ہے کہ صاف کپڑے پہنو۔ اور صفائی سے رہو۔ جو حکم دیتا ہے کہ استقلال استقامت و عزت نفس نہایت لازمی ہے بے شبہ دین اسلام کے فوائد منافع یقینی ہیں۔ اور اسکی خصوصیات شائستگی و تمدن کی سب سے بڑی بنیاد بلکہ ارکان اعظم ہیں"

پندرھویں شہادت فرنچ ڈاکٹر پادری سوزان صاحب یوں رطب اللسان ہیں۔ "جدید علمی انکشاف میں یا ان علمی مسائل میں جنکو ہم نے اپنے علم کے زور سے حل کیا ہے یا ہنوز زیر تحقیق ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تعلیمات قرآنی کے مخالف ہو۔ ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ و ہم

نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جوہر موجود ہے یہ کتاب سب سے اعلیٰ اور سب سے آخر جو عمدگیاں ہو سکتی ہیں وہ اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کی توصیف صرف اسی کی ہو سکتی ہے"

ہر قسم کی بلکہ ان سے بھی بڑھ کر غیر مذاہب کے محققین فضلاء کی آراء و استشہادات ہمارے پاس موجود ہیں جو بالخصوص اسلام و پیغمبر اسلام کے متعلق نہایت صدق و سچائی سے دی ہیں مگر یہ مختصر سا مضمون ان تمام کا کسی طرح بھی متحمل نہیں ہو سکتا اسلیے بقایا میٹریل کسی اور وقت کیلئے محفوظ رکھتے ہوئے یہاں انھیں بیس زبردست اور معرکۃ الآراء استشہادات پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایہا الاحباب! ہمنے وید قابل اتباع نہیں کے ثبوت میں ۱۲ زبردست وجوہات پیش کرنیکے ساتھ ہی خاص ہندوستان کے رشیوں بزرگوں مہاتماؤں فلاسفروں اور چوٹی کے لیڈروں کے بہت سے اقوال میں سے چند قول آپکے سامنے رکھے جن سے وید کی اصلیت و ماہیت کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسکے بعد اپنے دوسرے دعوے "بائبل بھی قابل اتباع نہیں" کے اثبات میں دس ناقابل تردید وجوہات کو پیش کرنیکے بعد خاص علماء یورپ کی ۱۲ زبردست گواہیاں بھی پیش کر دیں جن سے بائبل کا تمام ہینگ و ساز آپکو معلوم ہو گیا۔ رہا تیسرا دعوےٰ کہ قرآن شریف ہی قابل اتباع ہے اسکی تائید میں بھی ہمنے ناقابل تردید اور مدلل ۱۲ وجوہات بیان کر دیں جنکے متعلق ہمارا دعوےٰ ہے کہ کوئی بھی مخالف و معاند انکی تردید پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اسپر اکتفا و بس نہ کرتے ہوئے مغربی علماء (جنمیں سے بعض اسلام کے معاندین بھی ہیں) کی بہت سی آراء میں سے بطور نمونہ محض اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ۲۰ رائیں بھی پیش ناظرین کیں جنکو پڑھتا ہوا ایک حق پسند اور سلیم الفطرۃ انسان فوراً کہدے گا کہ واقعی یہ قرآن کا ہی خاص حصہ ہے کہ اسکی مدح و توصیف میں مغربی محققین جو مسلمان بھی نہیں سب کے سب متفقہ طور پر رطب اللسان ہیں۔

پس ہمارا کام اور فرض اتنا ہی تھا کہ اپنے دعاوی کی تائید میں زبردست سے زبردست دلائل مہیا کر کے آپکے سامنے پیش کر دیں اب یہ آپکا کام ہے کہ ان پیش کردہ دعاوی و دلائل کو ایک بار نہیں بلکہ بار بار پڑھیں اور صرف پڑھ جانے پر ہی اکتفا نہ ہو بلکہ پورے غور و خوض اور تدبر و تفکر سے کام لیں تا آپ بھی ہماری طرح جھوم جھوم کر قرآن شریف کے ان الفاظ میں گن گاتے ہوئے نظر آئیں +

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جو ہر موجود ہے یہ کتاب جب سے اول اور سب سے آخر جو عمدگیاں ہو سکتی ہیں وہ اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کی توصیف صرف اس سے ہو سکتی ہے"

ہر قسم کی بلکہ ان سے بھی بڑھ کر غیر مذاہب کے محققین فضلاء کی آراء و اشہادے ہمارے پاس موجود ہیں جو انھوں نے اسلام و پیغمبر اسلام کے متعلق نہایت صدق و سچائی سے دی ہیں مگر یہ مختصر سا مضمون ان تمام کا کسی طرح بھی متحمل نہیں ہو سکتا اسلیے بقایا میٹریل کسی اور وقت کیلئے محفوظ رکھتے ہوئے یہاں انھیں بیس زبردست اور معرکۃ الآرا شہادتوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایہا الاحباب! ہمنے وید قابل اتباع نہیں کے ثبوت میں ۱۲ زبردست وجوہات پیش کر کے ساتھ ہی خاص ہندوستان کے رشیوں بزرگوں مہاتماؤں فلاسفروں اور چوٹی کے لیڈروں کے بہت سے اقوال میں سے چند قول آپکے سامنے رکھ دیئے جن سے وید کی اصلیت و ماہیت کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسکے بعد اپنے دوسرے دعوے "بائبل بھی قابل اتباع نہیں" کے اثبات میں دس نا قابل تردید وجوہات کو پیش کرنے کے بعد خاص علماء یورپ کی ۱۲ زبردست گواہیاں بھی پیش کر دیں جن سے بائبل کا تمام سینگ و ساز آپکو معلوم ہو گیا۔ رہا تیسرا دعوے کہ قرآن شریف ہی قابل اتباع ہے اسکی تائید میں بھی ہمنے نا قابل تردید اور مدلل ۱۲ وجوہات بیان کر دیں جنکے متعلق ہمارا دعوی ہے کہ کوئی بھی مخالف و معاند انکی تردید پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اسپر اکتفا اور بس نہ کرتے ہوئے مغربی علماء (جنمیں سے بعض اسلام کے معاندین بھی ہیں) کی بہت سی آراء میں سے بطور نمونہ محض اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف ۲۰ رائیں ہدیہ ناظرین کیں جنکو پڑھتا ہوا ایک حق پسند اور سلیم الفطرۃ انسان فوراً کہدے گا کہ واقعی یہ قرآن کا ہی خاص حصہ ہے کہ اسکی مدح و توصیف میں مغربی محققین جو مسلمان بھی نہیں سب کے سب متفقہ طور پر رطب اللسان ہیں +

پس ہمارا کام اور فرض اتنا ہی تھا کہ اپنے دعاوی کی تائید میں زبردست سے زبردست دلائل مہیا کر کے آپکے سامنے پیش کر دیں۔ یہ آپکا کام ہے کہ ان پیش کردہ دعاوی و دلائل کو ایک بار نہیں بلکہ بار بار پڑھیں اور صرف پڑھ جانے پر ہی اکتفا نہ ہو بلکہ پورے غور و خوض اور تدبر و تفکر سے کام لیں تا آپ بھی ہماری طرح جھوم جھوم کر قرآن شریف کے ان الفاظ میں گن گاتے ہوئے نظر آئیں +

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے　　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

چند سوالوں کے جواب

پہلا سوال دجال کے خانہ کعبہ کے طواف کرنے سے کیا مراد ہے + **جواب** یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کشف ہے جو تعبیر طلب ہے پس مراد دجال کے طواف سے اسلام پر اعتراض کرنا ہے اور مسیح کے طواف سے ان اعتراضوں کا جواب دینا ہے ان معنوں کی تائید مندرجہ ذیل کتب سے ہوتی ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صد ۳۷۲) اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ دجال کافر ہے اسکو طواف سے کیا کام جواب اسکا یہ دیا ہے علماء نے کہ یہ حضرتؐ کے مکاشفات سے ہے۔ خواب میں تعبیر اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا کہ ایک روز ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام گرد دین کے پھرینگے واسطے قائم کرنے دین کے اور درستی کرنے خلل و فساد کے اور دجال بھی پھریگا گرد دین کے بقصد خلل اور فساد ڈالنے کے دین میں کذا قال الطیبی + (۲) ملاحظہ ہو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صد ۲۱۹) وقال التوربشتی طواف الدَّجَّالِ عِنْدَ الْکَعْبَةِ مَعَ اَنَّهٗ کَافِرٌ اُوِّلَ بِاَنَّ رُؤْیَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَیْثُ اَنَّهَا کُوْشِفَ بِاَنَّ عِیْسٰی فِیْ صُوْرَتِهِ الْحَسَنَةِ الَّتِیْ یَنْزِلُ عَلَیْهَا یَطُوْفُ حَوْلَ الدِّیْنِ لِاِقَامَةِ اُمُوْرِهٖ وَاِصْلَاحِ فَسَادِهٖ وَاَنَّ الدَّجَّالَ فِیْ صُوْرَتِهِ الْکَرِیْهَةِ الَّتِیْ سَیَظْهَرُ عَلَیْهَا یَدُوْرُ حَوْلَ الدِّیْنِ یَبْغِی الْعِوَجَ وَالْفَسَادَ" (۳) ملاحظہ ہو مجمع البحار جلد ۲ صد ۳۲۱ طَوَافُ الدَّجَّالِ مُؤَوَّلٌ بِاَنَّهٗ کُوْشِفَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ اللَّعِیْنَ فِیْ صُوْرَتِهِ الْکَرِیْهَةِ وَهُوَ مُتَّکِئٌ عَلٰی مَا اُمْلِیَ لَهٗ مِنَ التَّلْبِیْسِ وَالتَّمْوِیْهِ یَدُوْرُ لِاِقَامَتِهٖ وَاِصْلَاحِ فَسَادِهٖ وَهُوَ مُتَّکِئٌ عَلٰی مَا اُیِّدَ بِهٖ مِنَ الْعِصْمَةِ وَالتَّائِیْدِ" ان دونو حوالوں کا ترجمہ قریباً وہی ہے جو مظاہر حق سے لکھا جا چکا ہے۔ اور ان دونوں طوافوں کی مثال حضرت مسیح موعودؑ نے چور اور چوکیدار کی دی ہے کہ چور بھی رات کیوقت گھروں کے اردگرد طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی لیکن غرض طواف دونوں کی مختلف ہے۔ چور کی غرض طواف سے نقب لگانا اور چوری کرنا ہے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ کہیں چور نقب نہ لگائے اگر لگائے تو اسے پکڑے +

ظاہری معنوں کا محال ہونا اور ظاہری طور پر دجال خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں آتا ہے۔ الّا مکّة [illegible] المدینة

الدَّجَّالُ وَاِنِّيْ يُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَاَخْرُجَ فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا مِّنْهَا اِسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّ عَنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ دجّال کا مکّہ اور مدینہ میں داخلہ نہیں ہو سکتا پس جبکہ ازروئے حدیث دجّال مکّہ میں داخل نہیں ہو سکتا تو بیت اللہ میں کب ہو سکیگا اور کس طرح طواف کر سکے گا بیشک رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ میں نے دجّال کو طواف کرتے دیکھا لیکن جبکہ اسکے حقیقی معنے نہیں ہو سکتے تو لامحالہ مجازی معنے لیے جائینگے پس ان دونوں حدیثوں کے درمیان مطابقت کیلئے ہم بتلاتے ہیں کہ بیت اللہ سے مراد اسلام ہے اور دجال کا اسکے اردگرد گھومنا اسلام پر اعتراض اور اسپر حملے کرنا ہے اور مسیح کا اسکے پیچھے پیچھے طوف کرنا اسکے اعتراضوں کا دفعیہ اور جو حملے کہ وہ اسلام پر کریگا انکا جواب دینا ہے وبس ؞

دوسرا سوال دجّال کے اعور ہونے سے کیا مراد ہے **جواب** دجّال کو یک چشم دیکھنا یہ بھی آپکے کشف میں ہے جیسا کہ نواس بن سمعان کی حدیث کے تشریح کرتے ہوئے مظاہر حق شرح مشکوٰۃ کے حاشیہ پر لکھا ہے ’’ملّا علی قاری نے یہ قول طیبی کا کہ ہر مسلمان دفع کریگا شر اسکی (دجال) کو اپنے ساتھ دلیلوں قطعیہ شرعیہ اور عقلیہ کے کہ اس پاس ہیں۔ اور غالب ہوگا اُسپر‘‘ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳ نقل کر کے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں نہیں شک اسکی مشابہت دینے میں ساتھ اسکے مگر ہر گاہ کہ تھی معرفت مشبّہ کی عالم کشف میں یا خواب میں پس تعبیر کیا اسکو ساتھ لفظ کَاَنِّیْ کے جیسی کہ معتبر ہے بیچ بیان کرنیکی خوابکے پس ملّا علی قاری کا دجّال کے واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کشف یا رؤیا یا تعبیر طلب قرار دینا اسبات کی دلیل ہے کہ دجّال کے متعلق جسقدر امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئے ہیں وہ مکاشفات اور خوابوں کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں جو تعبیر طلب ہیں اور حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہو سکتے ؞

اعور سے مراد اعور کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ واقعی یکچشم ہوگا کیونکہ اگر ظاہری یکچشم ہونا مراد ہوتا ہو تو خدا تعالیٰ کے لیے بھی لَیْسَ بِاَعْوَر کا لفظ استعمال ہوا ہے جو کہ حقیقت پر محمول نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئیگا کہ خدا تعالیٰ کی بھی دو آنکھیں تصور کی جائیں پھر ان سے کانا ہونیکی نفی کی جائے الغرض جسطرح خدا تعالیٰ کے اعور نہ ہونے سے مراد اسکا عیوب سے منزہ ہونا ہے اسی طرح دجال کے اعور ہونے

سے مراد اس کا عیب دار ہونا ہے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جزء ۵ صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے اَعْوَرُ اَیْ وَ هُوَ الْغَالِبُ اَنْ یَکُوْنَ طَالِبًا لِلشَّرِّ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ وَ مَفْهُوْمُهٗ لَا یُعْتَبَرُ فَاِنَّ الْمُرَادَ بِهٖ نَقْصُ الْعَیْبِ لَا اِثْبَاتُ الْجَارِحَةِ بِصِفَةِ الْکَمَالِ کَمَا قَالَ الطِّیْبِیُّ هُوَ لِلتَّنْزِیْهِ یعنی دجّال کے اعور ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ طالب شر کا ہے نہ کہ خیر کا اور خدا تعالیٰ کو لَیْسَ بِاَعْوَرَ اسلیے نہیں فرمایا کہ اسکے اعضاء کو بصفت کمال ثابت کیا جائے بلکہ جیسا کہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے مقصود یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے +

مسیح اور دجال کا ممسوح العین ہونا

پھر جیسے کہ دجّال کے لیئے ممسوح العین وارد ہوا ہے ویسے ہی مسیح کے لیے بھی فرق یہ ہے کہ دجال دائیں انکھ سے ممسوح ہے اور مسیح بائیں انکھ سے اگر اسکے ظاہری معنے مراد لیے جائیں تو اس سے لازم ائیگا کہ حضرت مسیح بھی دجّال کی طرح مٹی ہوئی انکھ والے ہوں حالانکہ اسکے یہ معنے نہیں ہیں بلکہ دجال کے دائیں انکھ سے ممسوح ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسمیں صفات محمودہ اور دینی عقل نہیں ہوگی وہ دنیا ہی کی طرف جائیگا اور مسیح کے بائیں انکھ سے ممسوح ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسمیں صفات مذموم اور اخلاق سئیہ نہیں ہونگے چنانچہ یہی معنے لغت میں لکھے ہیں ملاحظہ ہو مفردات راغب برحاشیہ نہایہ ابن الاثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۰ وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْیُمْنٰی وَ عِیْسٰی مَمْسُوْحُ الْیُسْرٰی قِیْلَ یَعْنِیْ اَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ مُسِحَتْ عَنْهُ الْمَعَانِی الْمَحْمُوْدَةُ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَقْلِ وَالْحِلْمِ وَالْاَخْلَاقِ الْمَحْمُوْدَةِ وَاَنَّ عِیْسٰی مُسِحَتْ عَنْهُ الْمَعَانِی الذَّمِیْمَةُ" معبرین رویا نے اسکی یہ تعبیر بھی کی ہے مَنْ رَاٰی فِی الْمَنَامِ اَنَّهٗ اَعْوَرُ الْعَیْنِ نَقَصَ نِصْفُ مَالِهٖ اَوْ نِصْفُ دِیْنِهٖ اَوْ اَصَابَ اِثْمًا کَبِیْرًا - تعطیر الانام جلد ۲ صفحہ ۹۴ - یعنی جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ کانا ہو گیا ہے تو اسکا نصف مال جاتا رہے گا یا نصف دین یا کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا + پھر عمی یعنی اندھا ہونے کے متعلق لکھا ہے اَلْعَمٰی فِی الْمَنَامِ ضَلَالٌ لَهٗ فِی الدِّیْنِ کہ خواب میں اپنے اپکو اندھا دیکھنا دین میں گمراہ ہونا ہے پس دجّال کے یک چشم ہونے سے مراد یہ ہے کہ دجال میں دینی عقل نہیں ہوگی گو دنیا کی عقل اسمیں بہت ہوگی ؛ اور ان معنوں کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی اس ایت میں جسمانی بینائی اور نابینائی مراد نہیں لیگئی بلکہ اس ایت میں اعمیٰ اس شخص کو کہا گیا ہے جو دنیا میں خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا اور نیک اعمال

بجا نہیں لاتا۔ اس آیت کا ترجمہ باوا نانک علیہ الرحمۃ نے بہت عمدہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

جنہاں درشن ات ہے اُنہاں درشن اُت × جنہاں درشن ات نہ اُنہاں ات نہ اُت

یعنی جو دنیا میں خدا تعالیٰ کا درشن کرنا نہیں چاہتے اُنکو آخرۃ میں بھی خدا تعالیٰ کی رویت نصیب نہیں ہوگی اور جو اس دنیا میں خدا تعالیٰ کی رویت حاصل نہیں کرتے وہ آخرت میں بھی محروم رہینگے اور یہی مراد حدیث میں دجّال کے اعور ہونے سے ہے کہ وہ دنیاوی صنعتیں ایجاد کرتے رہیں گے جیسے کہ خدا تعالیٰ انکا حال بیان کرتے ہوئے سورہ کہف میں فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جنکی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں اکارت جائیگی اور وہ دنیاوی صنعتوں کو اپنے کامیاب ہونے کا گُر خیال کریں گے +

تیسرا سوال حدیث شریف میں دجال کی پیشانی پر کافر یا ک ف ر لکھا ہوا ہونے سے کیا مراد ہے

جواب یہ بات بھی اپنے اصلی معانی پر محمول نہیں ہوسکتی اور ظاہری طور پر دجال کے ماتھے پر یہ الفاظ لکھے ہوئے مراد نہیں کیونکہ اگر ظاہری طور پر لکھے ہوئے مراد ہوتے تو ابن صیاد کے معاملہ میں صحابہ کو شک نہ پڑتا جبکہ اُسکی پیشانی پر کافر لکھا ہوا نہیں تھا لیکن پھر بھی صحابہؓ نے اسے دجال قرار دیا تھا حتیٰ کہ اس کے دجال ہونے پر بعض صحابہ نے قسمیں کھائیں جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (متفق علیہ) محمد ابن المنکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر قسم کھاتا تھا میں نے کہا کہ تو خدا کی قسم کھاتا ہے (یعنی کیا تجھے یقین ہے کہ یہی دجال ہے) جابر نے کہا میں نے حضرت عمرؓ کو بحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بارہ میں قسم کھاتے سنا اور نبی کریم نے اسکو بُرا نہیں مانا۔ پھر دوسری حدیث میں آیا ہے۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ رواہ ابوداؤد والبیہقی فی کتاب البعث والنشور۔ نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم مجھے ابن صیاد کے مسیح دجال ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پس جبکہ ابن صیاد کو ابن عمر جیسے جلیل القدر صحابی نے معہود دجال قرار دیا پھر حضرت عمر کا نبی کریم کے سامنے

قسم کھانا اور آپ کا اسپر خاموش رہنا اثبات کا ثبوت ہے کہ آپ نے بھی ابن صیاد کو دجال معہود خیال کیا تھا حالانکہ مسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ وہ آخر مسلمان ہو گیا تھا اور اسکی اولاد بھی تھی وہ مکہ مدینہ میں بھی گیا۔ پھر حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے جب اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے منع کیا۔ پس اگر اسکی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا تھا تو کیوں قتل سے روکا اور اگر یہ حروف لکھے ہوئے نہیں تھے تو صحابہ نے اسکو دجال کیوں قرار دیا۔ ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ دجال کے متعلق جسقدر امور ایسے ہیں تمام کشف میں یا رویا میں دکھائے گئے ہیں پھر حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اسکو مومن کاتب غیر کاتب دونو پڑھیں گے اور کافر نہیں پڑھینگے تو اسپر سوال ہوتا ہے کہ جب ظاہر میں ک ف ر لکھا ہوا ہوگا تو کافر اسکو کیوں نہیں پڑھ سکیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسی باتیں تاویل طلب ہیں اور نبی کریم کا فرمانا کہ اسکو مومن کاتب غیر کاتب اور قاری اور غیر قاری دونو پڑھیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی ایسی نشانی ہوگی جو کاتب غیر کاتب دونو کو معلوم ہو سکتی ہے یہ مراد نہیں ہے کہ الفاظ ک ف ر لکھے ہوئے ہونگے

کفر اور کافر کے معنے کافر اور کفر کے معنے عربی زبان میں ڈھاپنے والا اور ڈھانپنا مستعمل ہوتے ہیں ملاحظہ ہو روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ و تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۶۵۔ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ اَیْ الحراث قال الازھری العرب تقول للزارع كافرٌ لانہ یکفر ای یستر بذرہ بتراب الارض والکفر فی اللغۃ التغطیۃ ولھذا یسمی الکافر کافرًا لانہ یغطی الحق بالباطل والکفر القبر لستره الناس وفی الحدیث اھل الکفور اھل القبور

ترجمہ اعجب الکفار یعنی کسانوں کو خوش لگتی ہے۔ ازہری نے کہا ہے عرب کسانوں کو کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ بیج کو مٹی کے ساتھ ڈھانپتے ہیں اور کفر قبر کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور حدیث میں آیا ہے اھل الکفور اھل القبور ہیں۔ پھر سبع معلقات میں سے چوتھی معلقہ میں لبید رضی اللہ عنہ نے کفر اور کافر کا لفظ بمعنی ڈھانپنا اور ڈھانپنے والا استعمال کیا ہے جیسے لکھا ہے

(۱) یعلو طریقۃ متنہا متواتر — فی لیلۃ کفر النجوم غمامہا

ساری رات اسنے یوں کاٹی کہ رات بھر اسکی پیٹھ پر ایسی اندھیری رات میں برابر مینہ پڑتا رہا جسکے بادلوں نے تاروں کو ڈھانپ لیا تھا

(۲) حتی اذا القت یدا فی کافر — واجن عورات الثغور ظلامہا

سارا دن یونہی گزرا یہانتک کہ جب سورج چھپ گیا اور سرحدوں کے اندھیروں نے کھٹکے کی جگھوں کو ڈھانپ لیا۔

*کافر نام حق کے ڈھانپنے کی وجہ سے ہے۔

كَفَرَهٗ اَخْفَاهُ وَمِنْهُ الْكَافِرُ فَاِنَّهٗ يُخْفِي الشُّكْرَ عَلٰى نِعْمَةِ اللّٰهِ وَيَكْفُرُهَا وَالْمُزَارِعُ فَاِنَّهٗ يُخْفِي الْبَذْرَ فِي الْاَرْضِ" ریاض الفیض شرح سبعہ معلقات مطبوعہ مطبع انجمن پنجاب لاہور صفحہ ۲۳ وَالْكَافِرُ۔ اللَّيْلُ الْمُظْلِمُ صفحہ ۲۶۔ مذکورہ بالا حوالجات سے معلوم ہوگیا کہ کافر کے معنے ڈھانپنے والے کے ہیں۔ پس نبی کریم کا فرمانا کہ دجال کی پیشانی پر کفر لکھا ہوا ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ پیشانی پر ایک ایسی چیز ہوگی جو اسکے اتقے کو ڈھانپے ہوئے ہوگی اور آپ کا فرمانا کہ اسکو تمام مومن پڑھیں گے مومن کی قید اسواسطے لگائی کہ جو مسیح کا انکار کرینگے اور اُسپر کفر کا فتویٰ لگائینگے وہ اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھنے کی وجہ سے اُسکو نہیں دیکھ سکیں گے۔

اور سنوسی شرح مسلم صفحہ ۲۶۴ میں لکھا ہے وَوَجْهٌ ثَانٍ وَهُوَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ يَسُوْءُ ظَنُّهٗ بِالدَّجَّالِ لِخَوْفِ فِتْنَتِهٖ فَهُوَ فِيْ كُلِّ حَالٍ يَسْتَعِيْدُ النَّظْرَ فِيْهِ وَيَتَثَبَّتُ فِيْ اَمْرِهٖ وَتَفَاصِيْلِ حَالِهٖ فَيَقْرَءُ سَطْرَهٗ كُفْرَهٗ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَمَصْرُوْفٌ عَنْ ذٰلِكَ لِغَفْلَتِهٖ" کہ مومن چونکہ دجال سے اُسکے فتنہ سے ڈرنیکی وجہ سے بدگمان ہوگا تو وہ ہر وقت اُسکی حالت پر غور کریگا اور اسکے امر کو معلوم کریگا تو وہ اُسکی سطر وں کو پڑھ لیگا لیکن کافر اپنی غفلت کی وجہ سے ایسا نہیں کریگا سو وہ نہیں پڑھ سکیگا۔ پھر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۵۱ میں لکھا ہے۔ قَالَ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ هُوَ بَيَانُ عَلَامَةٍ تَدُلُّ عَلٰى كِذْبِ الدَّجَّالِ دَلَالَةً قَطْعِيَّةً بَدِيْهِيَّةً يُدْرِكُهَا كُلُّ اَحَدٍ وَلَمْ يَقْتَصِرْ عَلٰى حُدُوْثِهٖ جِسْمًا اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الدَّلَائِلِ الْقَطْعِيَّةِ لِكَوْنِ بَعْضِ الْعُقُوْلِ لَا يَهْتَدِيْ اِلَيْهَا۔ امام نووی نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایک ایسی علامت ہے جو دجال کے کذب پر قطعی طور پہ دلالت کریگی اور اسکو ہر ایک معلوم کرے گا۔

دوسرا مطلب پھر کُ ف ر کے دونوں آنکھوں کے درمیان لکھی ہونے سے مراد یہ بھی ہے کہ جسطرح وہ چیز جو انسان کی آنکھوں کے سامنے ہو ظاہر ہوتی ہے اسی طرح دجال کا کفر بھی ظاہر ہوگا ہر مومن سمجھیگا کہ وہ کافر ہے اُسکے کافر ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں ہوگا سوائے اُن مولویوں کے جو کہ مسیح موعود کو کافر قرار دیکر اُن کے ساتھ ملکر خلاف مسیح موعود شہادتیں دیں گے۔

چوتھا سوال۔ حدیث لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ کیا ہر ایک نبوۃ کے دعویٰ کرنیوالے کو جھوٹا نہیں ٹھیرایا جاسکتا؟ **جواب** اس حدیث سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ جو بھی آپ کے بعد نبوۃ کا دعویٰ

کرے وہ جھوٹا ہے کیونکہ مسیح موعود کو تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ قرار دیا ہے پس آپ کو ان میں شامل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ کی نبوۃ کے متعلق خود نبی کریم فرما چکے ہیں۔ (دوم) یہ حدیث آپکے دعوے سے قریباً پانچسو سال پہلے پوری ہو چکی ہے جیسی شرح مسلم لابی مالکی و سنوسی جلد ۷ صفحہ ۲۵۸ میں لکھا ہے۔ هٰذَا الْحَدِيْثُ ظَهَرَ صِدْقُهٗ فَاِنَّهٗ لَوْ عُدَّ مَنْ تَنَبَّأَ مِنْ زَمَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاٰنَ لَبَلَغَ هٰذَا الْعَدَدَ وَيَعْرِفُ ذَالِكَ مَنْ يُطَالِعُ التَّوَارِيْخَ وَلَوْلَا الْاِطَالَةُ لَفَعَلْنَا ذَالِكَ ترجمہ اس حدیث کا صدق ظاہر ہو گیا ہے کیونکہ اگر ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا ہو آپکے زمانہ سے لیکر اب تک گنا جاوے تو اس عدد کو پہنچ جاتے ہیں اور جو شخص تاریخ کا مطالعہ رکھنے والا ہے وہ اس بات کو خوب جانتا ہے اور اگر شرح کے طویل ہو جانیکا خوف ہوتا تو ہم ایسا کرتے اور ان کے نام وغیرہ لکھدیتے۔ دوسرے اس حدیث سے مراد وضعی حدیث بنانیوالے ہیں جو جھوٹی حدیثیں بنا کر نبی کریم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں تو حدیث بنانا چونکہ رسول کا کام تھا اسلیے وہ اپنی طرف سے احادیث بنا کر گویا اپنے آپ کو رسول قرار دیتے ہیں جیسا کہ مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیندہ آنیوالے زمانہ میں دجال کذاب ہونگے جو ایسی احادیث بیان کرینگے جو نہ تمنے اور نہ تمھارے باپ دادا نے سنی ہونگی پس تمکو ان سے بچنا چاہیے کہ وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں اور نہ فتنہ میں ڈالدیں تمکو۔ پس اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ دجالون کذابون سے مراد جھوٹی احادیث بنانے والے ہیں۔ پھر مجمع البحار میں لکھا ہے کہ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَيْ جَمَاعَةٌ مُزَوِّرُوْنَ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ عُلَمَاءُ وَمَشَائِخُ نَدْعُوْكُمْ اِلَى الدِّيْنِ وَهُمْ كَاذِبُوْنَ فِيْهِ وَيَتَّخِذُوْنَ بِالْاَكَاذِيْبِ وَيَبْتَدِعُوْنَ اَحْكَامًا بَاطِلَةً وَاعْتِقَادَاتٍ فَاسِدَةً فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ اَيْ اِحْذَرُوْهُمْ ترجمہ آخری زمانہ میں دجال اور کذاب ہونگے جو ایسی حدیثیں بیان کرینگے جنکو تمنے نہیں سنا یعنی ایک جھوٹ بنانیوالی جماعت ہوگی جو کہیں گے کہ ہم علماء ہیں اور مشائخ ہیں ہم تم کو دین کی طرف بلاتے ہیں اور وہ اس میں کاذب ہونگے

ہو۔ جھوٹی احادیث بنائیں گے اور باطل احکام اور فاسد اعتقادات اختراع کرینگے پس تمکو اس سے بچنا چاہیئے +
اس حالت سے ظاہر ہے کہ دجالون کذابون سے مراد ایسی جماعت ہے جو اپنے آپکو مسیح موعود اور اسکی جماعت کے مقابلہ میں علماء اور مشائخ قرار دیگی اور وَهُوَ يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ کے مطابق مسیح موعود اور اسکی جماعت کو اسلام کی طرف بلائیگی حالانکہ وہ باطل پر ہوگی پس ان سے ڈرنا چاہیے اور اگر دیکھا جائے تو ضرور ایسی علماء اور مشائخ ہیں جنھوں نے آپس ہی ایک دوسرے پر دجال کذاب کا فتویٰ لگایا ہوا ہے اور وہ حضرت مسیح موعود کے مخالف تیس کی تعداد میں ہیں۔ تیسرے امۃ محمدیہ کو ڈرایا گیا ہے کہ دیکھو جھوٹے بھی نبی ہوں گے انکو کہیں قبول نہ کر لینا بلکہ جو سچا ہوگا اسکو قبول کرنا پس یہی حدیث اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ کوئی سچا بھی رسول ہوگا +

پانچواں سوال
آیت خاتم النبیین میں لکن استدراک کیلئے ہے یا کسی اور چیز کیلئے

جواب
یہ لکن آیت خاتم النبیین میں استدراک کیلئے ہے۔ لٰکِنْ استدراک کے لیے ہوتا ہے اور استدراک کی تعریف نحویوں نے یوں کی ہے لٰكِنْ خَفِيْفَةً وَثَقِيْلَةً لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَهُوَ رَفْعُ التَّوَهُّمِ النَّاشِئِ عَنِ السَّابِقِ وَشَرْطُهُ الْاِخْتِلَافُ كَيْفًا وَلَوْ مَعْنًا (مسلم الثبوت) اور شرح جامی میں لکھا ہے وَلٰكِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَمَعْنَى الْاِسْتِدْرَاكِ رَفْعُ تَوَهُّمٍ يَتَوَلَّدُ مِنَ الْكَلَامِ الْمُتَقَدِّمِ مُتَوَسِّطٌ بَيْنَ كَلَامَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ نَفْيًا وَاِثْبَاتًا مَعْنًى اَيْ تَغَايُرًا مَعْنَوِيًّا وَالصُّوْرِيُّ هُوَ الْمَعْنَوِيُّ۔ لٰكِنْ استدراک کے لیے ہوتا ہے کہ جو کچھ وہم پہلی کلام سے پڑتا ہو اسکے ازالہ کے لیے آتا ہے اور لٰكِنْ دو کلاموں کے درمیان آتا ہے جو آپس میں متغائر ہوتی ہیں اور انمیں تغائر نفی اور اثبات کا معنوی ہوتا ہے۔ معنی اللبیب میں استدراک کی یہ تعریف لکھی ہے وَفَسَّرَهُ قَوْمٌ الْاِسْتِدْرَاكَ بِرَفْعِ مَا يُتَوَهَّمُ ثُبُوْتُهُ نَحْوُ مَا زَيْدٌ شُجَاعًا لٰكِنَّهُ كَرِيْمٌ لِاَنَّ الشُّجَاعَةَ وَالْكَرَمَ لَا يَكَادَانِ يَفْتَرِقَانِ فَنَفْيُ اَحَدِهِمَا يُوْهِمُ اِنْتِفَاءَ الْاٰخَرِ استدراک کہتے ہیں کہ اٹھا دینا اس چیز کا جو کسی چیز کے ثبوت میں وہم ڈالتی ہو جیسے ما زید شجاعا لکنہ کریم اسمیں لکن کے لفظ کے ساتھ اس وہم کا ازالہ کیا گیا ہے جو شجاع کی نفی سے پڑتا تھا کہ وہ جب شجاع نہیں ہے تو کریم بھی نہیں ہوگا کیونکہ شجاعت اور کرم آپس سے علیحدہ نہیں ہوتے پس ایک کی نفی دوسری صفت کی نفی کا وہم بھی ڈالتی تھی اسلیے لٰكِنْ کے ساتھ استدراک کیلیے آتا ہے کرم کا اثبات کر دیا + اور جاربردی نے استدراک کی یہ تعریف کی ہے وَقَالَ الْجَارْبَرْدِيُّ وَمَعْنَى الْاِسْتِدْرَاكِ رَفْعُ وَهْمٍ عَنْ كَلَامٍ سَابِقٍ کہ استدراک کے معنے یہ ہیں

کہ پہلی کلام سے جو وہم پڑتا تھا اسکا دور کرنا + پھر لکنّ کے متعلق منتہی الارب فی لغات العرب میں ہے لکنّ
ساکنۃ النون ضربان مخففۃ من الثقیلۃ وھی حرف ابتداء لا یعمل خلافاً للاخفش
و یونس ومن تبعھما فان ولیھا کلام فھی حرف ابتداء لمجرد افادۃ الاستدراک
ولیست عاطفۃ ویجوز ان یستعمل بالواو نحو قولہ ولکن کانوا ھم الظالمین
و بدونھا نحو قول زھیر ان ابن ورقاء لا تخشی بوادرہ لکن وقائعہ فی الحرب
تنتظر کہ استدراک کے لیے لکن کا استعمل واو اور بغیر واو کے بھی ہوتا ہے پس مذکورہ بالا حوالجات سے ثابت ہو گیا
کہ لکن جب استدراک کیلیے آوے تو وہ دو کلاموں کے درمیان آتا ہے جو آپسمیں تغائر معنوی رکھتے ہیں اور وہ دو نفرہ
کلاموں کے درمیان اسلیے آتا ہے کہ پہلی کلام سے جو وہم پڑتا ہو اسکو دور کرے اب ہمنے دیکھنا ہے کہ آیت خاتم النبیین میں
نقرہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے کونسا شبہ پڑتا تھا اور اسکی نفی سے کس چیز کی نفی ہوتی تھی
جسکے اثبات کیلیے حرف لکن کو دو کلاموں کے درمیان (جو آپسمیں تغائر معنوی رکھتی ہیں کہ ایک میں ایک چیز
کی نفی کیگئی ہے اور دوسری میں ایک چیز کا اثبات کیا گیا ہے) لایا گیا ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے شبہ کیا پڑتا تھا +	جب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں تو سُننے والے کے دل میں یہ شبہ پڑا کہ ابھی آیت النبی

اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی
ابوت ثابت کی تھی اور اب کہدیا کہ وہ کسی کا بھی مردوں سے باپ نہیں تو باپ نہ ہونا چونکہ ابوت جسمانی و روحانی
دونو پر شامل تھا اور روحانی ابوت کا اثبات پہلے بلحاظ آپکے نبی ہونیکے کیا تھا تو اسکی نفی سے آپ نبی بھی
نہیں رہتے تھے اسلیے اس وہم کا ازالہ حرف لکن کے ساتھ کیا گیا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور رسول روحانی باپ
ہوتا ہے جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں نے فتح البیان میں نسفی سے نقل کر کے لکھا ہے کل رسول ابو امتہ
فیما یرجع الی وجوب التوقیر والتعظیم لہ علیھم و وجوب الشفقۃ والنصیحۃ
لھم علیہ۔ اور نیز ملاحظہ ہو خازن زیر آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم الخ پس لکن کیساتھ روحانی
ابوت کا اثبات کیا جسکے پہلی کلام کے مغائر ہے کیونکہ پہلی کلام میں ابوت جسمانی کی نفی ہے اور دوسری کلام میں ابوت
روحانی کا اثبات ہو رہا یہ ظاہر ہے کہ یہ دونو باتیں آپسمیں مغائر اور مخالف ہیں اسی جگہ یہاں حرف لکن ایسی دو کلاموں کے
درمیان واقع ہوا ہے جو کہ آپس میں مغائر ہیں اور آیا بھی ایک وہم کو رفع کرنیکے لیے ہے تو پھر کیوں استدراک

کے لیئے قرار نہ دیا جاسکیگا اسمیں تمام وہ شروط پائی جاتی ہیں جو نحویوں نے اسکے استدراک کیلیے ہونیکی قرار دی ہیں۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ کیونکر ملا یامین داتوی نے اس امر کے صریح ہوتے ہوئے پیغام صلح مطبوعہ ۲۶ اجون ۱۹۲۰؁ء میں لکن کے آیت خاتم النبیین میں استدراک کیلیے ہونے سے انکار کردیا ہے اور پھر علم نحو کے جاننے کا مدعی ہو کر لکن کے استدراک کیلیے نہ ہونے کی ایک فضول وجہ ٹھہرائی ہے۔ لکھتا ہے۔ "آیت زیر بحث میں جب نفی جسمانی ابوت کی کی ہے تو اثبات بھی جسمانی ابوت کا چاہیے نہ کہ روحانی کا جب جسمانی ابوت کا اثبات نہیں ہوسکتا تو یہ بھی استدراک کے لیے نہیں ہوسکتا"۔ ملا داتوی کے اس قول سے ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک لکن استدراک کیلیے اسوقت ہوتا ہے جبکہ جسکی نفی کیگئی ہے اسی کا اثبات کیا جاے لیکن ملا صاحب اگر مغنی اللبیب کی مثال پر غور کرلیتے تو یہ بیہودہ اعتراض نہ کرتے کیونکہ مغنی اللبیب اور منتہی الارب میں استدراک کی یہ مثال دی ہے ما زید شجاعا لکنہ کریم کہ زید شجاع نہیں لیکن وہ کریم ہے پس یہ آپکے قول کی رو سے استدراک کے لیے نہیں ہوسکتا کیونکہ استدراک کیلیے تب ہوتا جبکہ زید کی شجاعت کا اثبات کیا جاتا مگر یہاں اثبات نہیں کیا گیا تو یہ استدراک کے لیے نہیں حالانکہ ائمہ نحو اسکو استدراک کی مثال بتاتے ہیں اسی طرح آپنے منتہی الارب کی عبارت نقل کی ہے جسمیں استدراک کیلیے یہ مثال دی ہے ما ھذا ساکنا لکنہ متحرک۔ یہ بھی آپکے قول کی رو سے استدراک کیلیے نہیں ہوسکتا کیونکہ اسمیں ساکن ہونیکا اثبات نہیں ہے بلکہ متحرک ہونے کا اثبات ہے اگر ملا صاحب ذرا بھی غور کرلیتے تو یہ قول نہ لکھتے کیونکہ اسطرح تو کلام ہی فضول ہوجاتی ہے اگر استدراک میں یہ شرط ہوتی کہ جس چیز کی پہلے نفی کیگئی ہے اسی کا اثبات ہو تو وہ کلام ہی لغو ہوتی۔ مثلاً اگر ابوت جسمانی کا ہی اثبات کرنا مقصود ہوتا تو پہلے نفی کرنیکی ضرورت کیا تھی یا زید کا شجاع کہنا ہی مقصود ہوتا تو پہلے نفی کرنیکی کیا ضرورت تھی اندریں صورت عبارت یوں ہوتی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ باپ ہیں اور زید شجاع نہیں ہے لیکن وہ شجاع ہے، اس عبارت کا سقم ظاہر ہے پس ملا صاحب گزشتہ ائمہ نحو کی بنائی ہوئی نحو کے عالم نہیں معلوم ہوتے ہاں نئی نحو ایجاد کرنیکے اعلم مانے جائیں تو کچھ بعید نہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔

جب نحویوں نے استدراک کیلیے یہ شرط لگادی ہے کہ لکن کے ماقبل اور مابعد تناقض ہو اور یہاں اسکے ماقبل ور مابعد کوئی تناقض نہیں ہے اس آیت میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ محمد زید کا باپ نہیں ہے، دوسرے یہ کہ محمد رسول اللہ ہے ان میں تناقض ہی کیا ہے جس کے لیے لکن کو استدراک کیلیے قرار دیا

جاوے حالانکہ ان دونو کلاموں میں کہ نبی کریم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں رسول (جو روحانی باپ ہوتے ہیں) ہیں تناقض اور مغائرت ظاہر ہے اور لفظی تغائر تو ظاہر ہے اور معنوی تغائر بین استدراک کے لیے معنوی تغائر کا ضروری ہونا ہی نحویوں نے شرط ٹھہرای ہے اگر آپکے نزدیک تغائر ویسا ہی چاہیے جیساکہ آپ پہلے لکھ آئے ہیں کہ جس چیز کی نفی کی گئی ہے اسی کا اثبات ہو تو یہ ماجاء زید شجاعاً لکنہ کریم میں بھی نہیں ہے۔ اس آیت میں آپنے دو باتوں کے ذکر کو تسلیم کیا ہے پہلی تو یہ کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور دوسری بات کا ابتداء ولکن سے شروع ہوا ہے جس کے بعد ایک کلام ہے یعنی یہ کہ محمد رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں تو لکن حرف ابتدا کا ہوگا جب حرف ابتدا کا ہوا تو یہ محض استدراک کیلیے ہوگا عاطفہ نہیں ہوسکتا کیونکہ منتہی الارب میں لکھا ہے فَاِنْ وَلِیَہَا کَلَامٌ فَہِیَ حَرْفُ اِبْتِدَاءٍ لِمُجَرَّدِ اِفَادَۃِ الْاِسْتِدْرَاکِ وَلَیْسَتْ عَاطِفَۃً کہ اگر لکن کے بعد کلام ہو تو حرف ابتداء محض افادہ استدراک کیلیے ہوگا اور عاطفہ نہیں ہوگا پس نحو کی رو سے لکن کا استدراک کیلیے اس آیت میں ہونا ہر طرح ظاہر ہے۔

پھر لکھتے ہیں روحانی ابوت یا بنوت یہ صوفیاء کی ذاتی باتیں ہیں جنکے ماننے کے لیے نہ تو کوئی مکلف ہوسکتا ہے اور نہ قرآن شریف کی کوئی آیت ان خیالات کی متحمل ہے۔ "قول الصوفی لیس بحجۃ مسلم بات ہے" "دروغگو را حافظہ نباشد" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ابوت کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ احزاب کے پہلے رکوع میں یوں فیصلہ کر دیا ہے کہ النبیُّ اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم اور یہ مسلم امر ہے کہ ماں کا خاوند باپ ہی ہوا کرتا ہے" اس قول سے ظاہر ہے کہ ملا صاحب نے صوفی کے قول "ابوت روحانی" کو بھی تسلیم کر لیا ہے اور یہ کہ "قرآن شریف کی کوئی آیت ان خیالات کی متحمل نہیں کی آیت پیش کرکے تردید کر دی ہی۔

پھر لکھتے ہیں۔ تعجب ہی کہ لکن سے پہلے تو نفی جسمانی ابوت کی گی ہے اور استدراک معانی کا یہ کیسا لطیفہ ہے تعجب آپکو کیوں نہ آسے آپ باتیں ہی تعجب انگیز کرتے ہیں آپکو معلوم رہے کہ اسمیں وہی لطیفہ ہے جو ماجاء زید شجاعاً لکنہ کریمٌ میں ہے کہ نفی زید سے شجاعت کی کیگئی اور استدراک کرم کا کیا گیا۔

پھر لکھتے ہیں۔ من رجالکم میں صرف غیر لوگ مخاطب کیے گئے ہیں اسمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ محمد اپنی اولاد طاہر۔ ابراہیم۔ قاسم۔ عبداللہ مطہر رقیہ زینب وغیرہ کے بھی آپ نہیں۔ ملا صاحبکو معلوم ہونا چاہیے کہ آیت میں رجال سے ابوت کی نفی کیگئی ہے اور رجل کا اطلاق ان پر نہیں ذکور پر ہے اس وقت

جب یہ آیت ۵ھ میں نازل ہوئی آپ کا کوئی بیٹا زندہ نہیں تھا جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے ملاحظہ ہو تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۳۰ وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ وُلِدَ اَوْلَادُہٗ کُلُّھُمْ غَیْرَ اِبْرَاھِیْمَ قَبْلَ الْاِسْلَامِ وَھَلَكَ الْبَنُوْنَ قبل الاسلام وھم یرضعون۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ آپ کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے اسلام سے پہلے پیدا ہوئی اور آپکے تمام بیٹے اسلام سے پہلے دودھ پینے کی حالت میں مر گئے۔ اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آپ کا کوئی لڑکا زندہ نہیں تھا کیونکہ ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوا تھا پس یہ کہنا کہ آنحضرت مردوں میں سے جسمانی باپ کسی کے نہیں صحیح ہے فافھم۔ جلال الدین شمس سیکھوانی مولوی فاضل +

امکان نبوۃ بعد آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم

بہت سی آیات اور احادیث ہیں جو نبوۃ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالۃ کرتی ہیں اس چھوٹے سے مضمون میں ایک آیت قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں جسے دروازہ نبوۃ کے مسدود ہونیکے ثبوت میں مخالف پیش کرتے ہیں وہ آیت سورہ احزاب پارہ ۲۲ میں ہے یعنی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا + اس آیۃ کے متعلق جسقدر فریقین کی طرف سے لکھا جا چکا ہے وہ ناظرین سے پوشیدہ نہیں اسلیے میں اس مضمون میں اپنی طرف سے آیۃ کے کچھ معنی نہیں کرونگا بلکہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت سے مسئلہ نبوت کے متعلق سمجھا ہے تحریر کرتا ہوں۔ یہ آیۃ ۵ھ میں زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد نازل ہوئی ہے جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے نکاح کیا تو لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپنے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا ہے تو یہ آیۃ نازل ہوئی کہ آپ ظاہری طور پر مردوں میں سے کسیکے باپ نہیں ہیں۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ زینب سے آپنے ۵ھ میں نکاح کیا ہے جیسا کہ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۵۰۰ سے ظاہر ہے اور آپکا فرزند ارجمند ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوا اور ۱۰ھ میں فوت ہوا ملاحظہ ہو تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶۵

وفی ھذہ السنۃ العاشرۃ من الھجرۃ یوم الثلاثاء لعشر لیال خلون من ربیع الاول توفی ابراھیم ابن رسول اللہ ؐ وکان ولد فی ذی الحجۃ من السنۃ الثامنۃ من الھجرۃ ودفن بالبقیع

پس آیۃ خاتم النبیین ابراہیم کے فوت ہونے سے پہلے پانچ سال اتر چکی تھی اور ابراہیم کی وفات پر آپ فرمانے

ہیں لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو وہ نبی ہوتا۔ پس اگر آپ نے خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہوتا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو آپ اپنے فرزند کیلیے کیوں فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خاتم النبیینؐ کے لفظ سے نبوۃ کو اپنے بعد بند نہیں سمجھا اور اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور تاریخ کی کتب میں بھی آئی ہے اور نیز ملا علی قاری نے موضوعات میں اسکے متعلق یہ لکھا ہے قُلْتُ ومع ھٰذا لو عاش ابراھیم صلر نبیًا وکذا لو صار عمر نبیًا لکان من اتباعه علیه السلام کعیسیٰ وخضر والیاس علیهم السلام فلا ینا قض قوله خاتم النبیینؐ اذ المعنی انه لا یاتی بعده نبی ینسخ ملته ولم یکن من اُمته۔ موضوعات ملا علی قاری صـ۵۸ تا ۵۹ یعنی ملا علی قاری نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ خاتم النبیینؐ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ کے بعد اب نبوۃ مسدود ہے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد ایسا نبی جو آپکی اُمت سے نہو اور آپکی ملت کو منسوخ کرنیوالا ہو نہیں ہو سکتا۔ پھر تکملہ مجمع البحار صـ۸۵ میں حضرۃ عائشہؓ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَقُوْلُوْا خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ کہ تم یہ نہ کہو کہ آپکے بعد نبی نہیں ہے بلکہ خاتم النبیینؐ کہو۔ اس قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خاتم النبیینؐ سے یہ مراد نہیں کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاتم النبیینؐ سے یہ نہیں سمجھا کہ آپکے بعد نبی نہیں ہو سکتے بلکہ حدیث نے ثابت کر دیا کہ آپ نے نبوۃ کو اپنے بعد جاری سمجھا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ابراہیم اسی واسطے زندہ نہیں رہا کہ آپکے بعد نبی نہیں ہو سکتا تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ نبوۃ کا آپکے بعد کوئی درجہ ہی نہیں تھا تو آپ کے لو عاش ابراھیم لکان نبیًا کہنے کی کیا ضرورت تھی اس حدیث سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ آپکے بعد نبوۃ کوئی درجہ تو ہے جسکو ابراہیم زندہ رہ کر پا سکتا تھا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لڑکا ایف اے کے امتحان میں پاس ہو کر مر جاوے اور اسکے مرنے پر کوئی کہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہتا تو بی اے پاس کر لیتا۔ اب اس قول سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بی اے کوئی درجہ ہی نہیں اسلیے یہ لڑکا زندہ نہیں رہا کیسی لغو اور بیہودہ اور بےمعنی بات ہے کیا ایسا نتیجہ نکالنے والا عقلمند کہلا سکتا ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ (جلال الدین شمس۔ مولوی فاضل)

خاتم النّبیّن کے بعد اُمّتہ میں نبوۃ جاری ہے

قبل اسکے کہ اثبات نبوۃ میں کوی اور دلائل ہماری طرف سے پیش ہوں سب سے پہلی دلیل ہم یہی پیش کرتے ہیں کہ جب ہمیشہ سے انبیاء آتے رہے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی آسکتے ہیں۔

دوسری دلیل اثبات نبوۃ میں ہم یہ دیتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ اور دوسری جگہ اللہ تعالے فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے اپنی مجیب الدعوات ہونیکی بشارت دی ہے اور دوسری طرف جو دعاء سکھای گئی ہے وہ یہ ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی تم منعمین کے گروہ میں شمولیت کیلیے اللہ تعالے سے دعا کیا کرو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ انعام کن پر ہوا تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰبَنِیْ اِسْرَاءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ تو اس آیۃ سے ہمیں پتا لگا کہ بنی اسرائیل منعمین کا گروہ ہے اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ انعام ہی کیا تو اُسکے متعلق خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔ کہ نعمت کا پہلا درجہ نبیوں کی بعثت ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ایکطرف تو اللہ تعالیٰ دعا سکھاتا ہے اور ایک قوم یہ دعا دن میں کئی بار پڑھتی ہے اور دوسری طرف یہ بھی فرمایا کہ میں دعا قبول کنندہ ہوں لیکن افسوس ہے اتنے کروڑوں اور اربوں افراد میں سے آجتک ایک بھی اس نعمت کا وارث نہ بنا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ المخلف الوعد ٹھہرایا کہ خود ہی دعا منگوائی اور وعدہ کرکے ابھی تک اُسکی انعام کا نام بھی نہیں لیتا۔

تیسری دلیل قرآن کریم صاف صاف بیان فرماتا ہے کہ عالمگیر تباہیاں جبھی آتی ہیں جبکہ خدا تعالیٰ کیطرف سے پہلے ایک نذیر ہم جنس رسل آکر لوگونکو سمجھاتا ہے اگر باوجود اسکے پھر وہ سیدھے نہ ہوں تو اتمام حجۃ کے بعد عذاب نازل کرتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُہْلِکَ الْقُرٰی وَاَھْلُھَا غَافِلُوْنَ یہ ناممکن ہے کہ لوگونکو ہم بغیر ارسال رسل کے یونہی ہلاک کردیں بلکہ ہلاک سے پہلے ہم اتمام حجۃ ضرور کرلیا کرتے ہیں۔ یہاں بالصراحۃ ہمیں معلوم ہوگیا کہ عالمگیر تباہیاں بعد میں آتی ہیں اور ارسال رُسل پہلے ہوا کرتا ہے جب بعد کی چیز کو ہم مشاہدہ کررہے ہیں تو پہلی بطریق اولیٰ ہونی چاہیئے اس مضمونکو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ بیان فرمایا ہے

چنانچہ ایک مقام پر فرماتا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء
والضراء لعلھم یتذکرون اگر کوئی اعتراض کرے کہ آجکل کے مصائب اور جتنی قیامت تک آئینگی وہ سب نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے طفیل ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غیر مذاہب
سے ہو سکتا تھا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ یہ عذاب یسوع مسیح کی بعثت ہی کے سبب ہیں اور ایک یہودی دعویٰ کر سکتا
ہے کہ حضرت موسیٰ کی بعثت کا باعث ہے بلکہ اسی پر بس نہیں ایک دہریہ اٹھکر کہہ سکتا ہے کہ دنیا میں جتنے عذاب ابتداء
سے لیکر آجتک آئے ہیں یا آئینگے یہ سب ہمارے رشی صاحبان کی تائید میں ہیں پھر تو یہ آیت کوئی دلیل نہیں رہ سکتی
اور بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت کے اس سے کسی نبی کی بھی صداقت ثابت نہ ہو سکیگی پھر اللہ تعالیٰ کا
یہ فرمانا کہ ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر کس طرح پر آنحضرت
کی بعثت ثابت کی جا سکتی ہے۔ کیا آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ مطلب یہی ہے کہ ان کے زمانہ میں کوئی نہیں
آیا تھا۔ پس جبکہ بعثت رسل کو اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کی علت قرار دیا ہے اور عذاب معلول تو پھر کون عقلمند
تجویز کر سکتا ہے کہ معلول اپنے رنگ میں موجود ہو اور علت نہ ہو۔ اگر نبوۃ بند ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ عالمگیر
تباہیوں کا دروازہ کھلا رہے کیونکہ تباہیوں کو خدا تعالیٰ نے رسولوں کی آمد کا سبب ٹھیرایا ہے اور اس صورت
میں آپ آیۃ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا
شدیدا کان ذلک فی الکتب مسطورا کے کیا معنے کرینگے کیا اب قانون خدا کا بدل گیا۔

چوتھی دلیل اب ہم ایک اور پہلو سے نبوۃ کو ثابت کرتے ہیں اور وہ یوں کہ انبیاء علیہم السلام کے تشریف لانے
کی اغراض اور مقاصد کیا ہوتے ہیں اگر وہ غرض پائی جاتی ہے جسکی لیے کسی نبی کے آنیکی ضرورۃ ہو تو لامحالہ
ماننا پڑیگا کہ نبی آنے چاہئیں ورنہ خدا تعالیٰ پر الزام آتا ہے کہ وہ دیکھتا ہے کہ ضرورت ہے مگر رسول نہیں بھیجتا
گویا قانون بدل دیا پس پہلی غرض جو قرآن شریف بیان فرماتا ہے وہ یہ ہے کہ لقد کان لکم فی رسول
اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی رسول اپنے پیروؤں کیلئے عملی اور اعتقادی نمونہ ہوتا ہے کہ اسی کو دیکھکر وہ اپنے
اعمال اور افعال کی اصلاح کریں پھر آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا
علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ میں چار اور غرضیں بیان فرمائیں
اور دوسری جگہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ
ولو کرہ المشرکون فرما کر منجملہ اور اغراض کے یہ بھی غرض بیان فرمائی کہ تا وہ دین حق کو مذاہب باطلہ پر غالب

کر دے اور وما أرسلنا من المرسلين الا مبشرين و منذرين میں دو اور غرضیں بیان فرمائی۔ یہ آٹھ غرضیں ہیں جس کے لیے ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نبی بھیجتا رہا ہے کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ ان غرضوں میں سے ایک بھی آجکل موجود نہیں یا آئندہ کسی زمانہ میں نہیں ہوگی اگر ایک نہ ہوگی پھر رسول یا نبی کے آنے میں کیا مانع رہجاتا ہے پس اگران اعراض کا پورا ہونا ضروری ہے تو نبی کا آنا بھی اسکو مستلزم ہے ورنہ ماننا پڑیگا کہ کوئی غرض مذکورہ اغراض میں سے پورا ہو سکے قابل نہیں

پانچویں دلیل خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے خدا تعالیٰ اُسے انبیاء اور صدیق اور شہدا اور صالحین کے زمرہ میں شامل کریگا۔ بعض نادان کہدیا کرتے ہیں کہ یہاں مع کا لفظ ہے یعنی اُن کے ساتھ ہونگے نہ کہ اُن میں شامل ہونگے۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ اگر وہ نبی نہیں بلکہ اُن کے ساتھ ہونگے تو اس سے یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ان میں سے شہید بھی کوئی نہ ہوگا۔ نہ کوئی صدیق۔ نہ صالح بلکہ صرف اُنکی ہمراہی کا شرف اُنکو ملے گا۔ عجیب خیر اُمت ہے جو کہ ایک ادنیٰ درجہ کے مومن یعنی صالح بننے کے لائق بھی نہیں۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ مع کے معنے مِن کے بھی آتے ہیں اور یہاں بھی مِن کے ہی معنے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فسجد الملئكة الا ابليس ابىٰ ان يكون مع الساجدين یہاں مع کے معنے مِن کے ہیں کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فسجدوا الا ابليس لم يكن من الساجدين۔ مِن کے معنے یہاں صریح بتلا رہے ہیں کہ دوسری جگہ مع کو بھی انہیں معنوں میں لایا گیا ہے۔ اس آیۃ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتے ہیں +

چھٹی دلیل۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ان الله يصطفي من الملئكة رسلا ومن الناس یعنی اُس کا قانون ہے کہ وہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول پیدا کرتا ہے اور کرتا رہے گا یہ نہیں فرمایا کہ کیا کرتا تھا اور اب بس ہے۔ پس یہاں پر اللہ تعالیٰ کا اپنا قانون مستمرہ کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ بند نہیں ہو سکتا۔ فقط محمد یعقوب ابن فخر الدین۔ چھاونی لاہور +

امام الزماں کی آمد

نبیوں کا چاند سماء ہدایت پر ضیاء و بیز عالم ہے اور اندھی دنیا آنکھیں بند کیے ابھی تک اس انتظار میں ہے کہ وہ کب طالع ہوتا ہے کاش وہ دیکھنے والی آنکھوں سے دیکھتے تو انکی یہ حالت نہ ہوتی۔ مانتے ہیں کہ حالت خراب ہے جانتے ہیں کہ سخت اضطراب ہے مگر تشفی دینے والے کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے۔ پیاسے تڑپ رہے ہیں مگر آبحیات کے چشمہ پر جھک کر ایک دو گھونٹ نہیں پیتے۔ دل میں درد ہے جگر میں سوز سینہ میں التہاب مگر مسیحائے عالم کے دست شفا سے نئی زندگی پاکر نہیں جیتے۔ آہ کب تک میرے پیارے ہموطن (اور مسلم کا وطن تمام دنیا ہے) شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنسے رہیں گے اور صراط مستقیم پر گامزن نہ ہونگے۔ کیا وہ اس رہبر پاک۔ رہنمائے لولاک کی آواز نہ سنیں گے جو انہیں پکار پکار کے اپنی جانب بلا رہا ہے۔ کیا وہ یونہی سرگشتۂ وادی حیرت رہینگے اور شاہد مقصود کے آستانہ قدس پر ناصیہ فرسا نہ ہونگے۔ آہ وہ کب اپنے حقیقی خیرخواہ سچے بہی خواہ کو پہچانیں گے۔

عیار ہیں وہ لوگ جو انکو امیدوں پر امیدیں دلا رہے ہیں۔ اور مکار ہیں جو انکی توجہ پھیرنے کیلیے وعدوں پہ وعدے دلا رہے ہیں۔ خوب سمجھتے ہیں کہ آنے والا آچکا مگر واویلا مچا رہے ہیں کہ نہیں آیا بلکہ کہتے ہیں کہ وہ آیا وہ آیا کہ جو ان کے گھروں کے دروازہ پر ہے اسے شہر سے باہر سمجھیں اور وہ جو لب بام جلوہ افروز ہے اسے آسمان پر جانیں۔

میں نے خواجہ حسن نظامی کا رسالہ "امام الزماں کی آمد" پڑھا۔ یہ دراصل اس خفت کے مٹانے کیلیے لکھا گیا ہے جو پہلے تین چار رسالوں کی اوٹ پٹانگ پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے پر لاحق حال ہوئی۔ وہ جسے زندگی بخش اسلام حبیب دل آرام بنایا وہ خود مقتول ناکام مقہور انام ہوا اور جسکی نسبت اعلان کیا گیا کہ مظفر و منصور ہے انقلاب زمانہ نے ثابت کر دیا کہ محبوس و مہجور ہے۔ ظہور مہدی کے لیے جو سنین بتائے وہ غلط نکل آئے اور جو بات بلکہ بنائے انکی نسبت مستقبل بتا دیگا کہ جھوٹ جھوٹ ہے اور بناوٹ بہرصورت بناوٹ۔ تاہم ہمیں خوشی ہے کہ صغیر و کبیر برنا و پیر۔ یہ تو مان گئے کہ یہی وقت ہے امام الزماں کی آمد کا + لکھتے ہیں۔

یہ رسالہ ظہور امام علیہ السلام کی آخری اطلاع ہے اسکے بعد اب اور کسی دعوت و تحریر کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ انتظار کا وقت ختم ہوگیا۔ ظہور کا وقت آگیا ۔۔ ہم اپنے ہند میں آثار و قرائن اور علامات کی بنا پہلے ہی کہہ رہے ہیں کہ ظہور امام الزمان کا یہی زمانہ ہے غیر اقوام کی تحریریں بعینہ معہ ترجمہ درج کی گئیں ہیں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ غیر مسلم اقوام بھی امام کی آمد کا یقین رکھتی ہیں مسلمانوں کے سب فرقے حضرت امام مہدی کی آمد کا یقین رکھتے ہیں کوئی کہتا ہے وہ پیدا ہونگے کسی کا عقیدہ ہے وہ موجود ہیں

مگر پوشیدہ رہتے ہیں اور اب انکے ظاہر ہونے کا وقت آگیا۔ مگر آمد اور ظہور پر سب کا اتفاق ہے اسواسطے میں دنیا بھر کے اسلامی تاجداروں اور علماء و مشائخ و مجتہدین و سیاسی لیڈروں کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ حضرت امام کے خیر مقدم کے لیے تیار ہو جائیں۔ تیاری قتل و جہاد کی نہیں بلکہ حضرت امام کے قبول کرنے اور انکی برکات سے فیضیاب ہونیکی کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان آمد امام کے بعد لوگوں کو بہکائے گا اور طرح طرح کے مغالطے ڈالے گا تاکہ خلقت اطاعت امام کی سعادت سے محروم رہ جائے مگر حدیثوں میں آچکا ہے کہ کچھ ایسے شقاوت مآب لوگ بھی ہونگے جو حضرت امام کا انکار کرینگے اور انکے فیض عام سے محروم رہینگے آخری فقروں سے مجھے بھی اتفاق ہے اسلیے میں صدق دل سے چاہتا ہوں کہ مسلمانان چین مسلمانان روس مسلمانان افریقہ مسلمانان ایران و تاتار و عرب و شام و عراق اور مسلمانان افغانستان و ہندوستان کو مجموعی طور سے دعوت دوں کہ

امامُ الزّمان آچکا

مبارک ہو وے جو اسکے قدموں پر سر عقیدت رکھتے ہیں اور غرور نہیں کرتے۔ مبارک وے جو اسکے ہو کر دنیا میں رہتے ہیں کیونکہ جو اسکے نہیں وہ خدا کے بھی نہیں۔ مبارک وے جو آنیوالے کو پہچانتے ہیں اور اسے سچا جانتے ہیں جھوٹا نہیں کیونکہ وہ دنیا و آخرۃ میں سکھ پائیں گے۔ اخیر میں پورے یقین کے ساتھ میں مشرق و مغرب کے لوگوں کو (جو امام الزمان یا دنیا کے نجات دہندہ کا انتظار کر رہے ہیں) ڈنکے کی چوٹ سنانا چاہتا ہوں کہ جیسے ۱۳۳۵ھ گذر گیا اور تمھارا موعود نہیں آیا۔ اسی طرح ۱۳۵۰ھ بھی گذر جائیگا اور نہ مزعومہ موعود نہیں آئیگا اور میں خدا کی قسم کھا کر اے حقیقت منتظرہ کے شیدائیو تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ ۱۹۳۲ء کو بھی نہ کوئی آسمان سے اتریگا نہ کوئی غار سے نکلیگا بلکہ یہ صدی گزر جائیگی اور کوئی نہیں آئیگا نہ اسلیے کہ آنیوالا تھا ہی کوئی نہیں بلکہ اسلیے کہ آنیوالا آچکا پس کیوں انتظار کی زحمت شدید برداشت کر رہے ہو اور عبث میں پریشان ہوتے ہو۔

وہ محبوب تو ہماری دہلیز پر ہے پس ہم آسمان کی راہ کیوں تکیں۔ اور خود تمھارا قائم مقام تمھارا دعی لکھتا ہے **انتظار کا وقت ختم ہوگیا۔ ظہور کا وقت آگیا۔** پس اب بارہ سال تک انتظار کیسا۔

التشریح الصحیح لحدیث نزول المسیح

حدیث نزول ابن مریم کے تمام الفاظ کی تشریح کر کے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت دیا گیا ہے اور کتب سلف کے مستند حوالجات جمع کر دیے گئے ہیں۔ قیمت ۸ سو نسخہ دس منگوایئے

(حافظ شیخ محمود صاحب بدایونی)

حمد باری

الٰہی اے خالق کون و مکاں — حمد کے قابل نہیں میری زباں
شکر تیرا کس زباں سے ہو ادا — اے کریم و کارساز و مہرباں
ہم ضعیف و عاجز و لاچار ہیں — تو قوی قادر توانا رازداں
ہم سراپا عاصی و تقصیر وار — تو ہے غفار و رحیم و نکتہ داں
تجھسے پوشیدہ نہیں ہے کوئی بات — تو ہے علام و خبیر و غیب داں
کون ہے جسکو نہیں تیری طلب — سب کا تو مطلوب ہے جانِ جہاں
کون ہے تیرے سوا فریاد رس — تیرا دَر ہم چھوڑ کر جائیں کہاں
دردِ دل کس سے کہیں اے کبریا — کون سنتا ہے ہماری داستاں
دور ہو کر پھر بھی تو نزدیک ہے — ذات ہے تیری مکین و لامکاں
ایک آہ آتشیں کھینچوں اگر — جلکے خاکستر ابھی ہو آسماں

عجیب و غریب مرہم المعروف بہ

مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین

یہ مرہم ایک بزرگ نبی مسیح علیہ السلام کی یادگار ہے جو ہر قسم کے زخموں۔ جراحتوں۔ چوٹوں۔ جلدی بیماریوں۔ اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے۔ پھنسیوں۔ ناسوروں ورموں۔ خنازیر۔ سرطان۔ طاعون۔ گھاؤ۔ گنج۔ خارش۔ بواسیر۔ جانوروں کے کاٹ لینے۔ جلجانے وغیرہ کے لیے خصوصیت سے شفا بخش اور لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ خورد ۱۲/ ڈبیہ متوسط عہ ڈبیہ کلاں عـ۱ ـه۔ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتا

مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان دارالامن والامان

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

روگ کا گھر کھانسی اور مہاراجہ صاحب کا شکریہ

جناب مہاراجہ صاحب فیوڈ ٹیری چیف - بولانگر ضلع سمبل پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کے روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لیے میں مشکور ہوں اس دوا سے میری کھانسی بالکل اچھی ہو گئی ہے مجھے سات خوراک سے زائد پینے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی اس وجہ سے دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں بلغم کے خارج کرنے اور کھانسی کے دور کرنے کے لیے یہ ایک ہی دوا ثابت ہوئی۔ **قیمت فی شیشی کلاں عہ شیشی خورد ۸ر** محصول ڈاک شیشی کلاں ۸ر محصول ڈاک شیشی خورد ۵ر

[illegible]

خونی بواسیر اور خون بند کرنے کی دوا

یہ خوشبودار بے ذائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بے مثل ہے ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ لینے سے اسی وقت بند ہو جاتا ہے مسوڑھوں سے اگر خون جاری ہو تو مساوی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملا کر روز کلی کرنے سے مسوڑھے سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے عورتوں کے بچے کی پیدائش میں یا حمل کی حالت میں خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے۔

خونی بواسیر

اس دوا کے کھانے اور پچکاری لینے سے رگیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور مرض جڑ سے جاتا رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ پچکاری کانچ ۸ر محصول ڈاک ۵ر اور ۸ر

کلوروڈائن

یہ انگریزوں کی خانگی دوا ہے ریاحی درد مروڑ خواہ کسی وجہ سے ہو اسکی ایک ہی خوراک سے جاتی رہتی ہے اوٹی۔ دست اور پیچش کے لیے بھی نہایت مفید ہے ڈاکٹر ایس کے برمن نے انگلینڈ کے نامی دواخانہ سے منگوایا ہے اور اسلیے دیگر قیمتی کلوروڈائن سے کہیں بہتر اور مفید ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک ۵ر ایک درجن شیشی کی قیمت چار روپیہ (للعہ) محصول ڈاک چار آنہ (۴ر)

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴